

الحسن الرضیہ کی فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ہذا میں ① حضور مکی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر اور عند قبری صلوٰۃ و سلام
 بارے میں اکابرین علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ تھا اور آپ کے اکابرین کا عقیدہ ہے ② جو عالم حضور کے حیات
 قبری صلوٰۃ و سلام کے عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہے کیا وہ عالم ملمان اہل سنت والجماعت ہے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے
 اس کی وجہ سے مولانا سلیم اللہ خاں صاحب کے تعدیقی دستخط ضروری ہیں جو اپنے تفسیر ارشاد فرما کر مشکوٰۃ فرماتے ہیں
 مفتی! تحت شہادہ، ختمہ عید گاہ بمقام وٹولہ تحصیل چوآسیدن شاہ ضلع چکوال
 ۲۰/۲/۱۵

الحمد لله
 حاشیہ و تصدیق

حضرات علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں
 جہان حیات حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صلوٰۃ و سلام کو جو عند القبر شریعت
 جاتے خود سماعت فرماتے ہیں اس میں اکابر علمائے دیوبند کا کوئی اختلاف نہیں۔
 چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب دامت برکاتہم اپنی شرح بخاری
 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق علمائے دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ
 انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد منصوری کے ساتھ زندہ ہیں یہ عقیدہ نہ صرف
 علمائے دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔“ (کشف الباری کتاب المغازی ص ۱۲۵)

اور محقق اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا سرسبز ازخان مندر تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت صحابہ کرامؓ سے لیکر آج تک کوئی شخص اہل السنۃ والجماعۃ میں ایسا نہیں گذرا
 جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے تمام اہل السنۃ والجماعۃ
 کا آپ کے سماع عند القبر پر اتفاق ہے کوئی اس کا مخالف نہیں گذرا اور کتب اہل اسلام میں اس کے
 خلاف ایک صریح حوالہ موجود نہیں ہے من ادعی خلافہ فعلیہ البیان (تسکین القلوب) ۱۸۷

۲۔ جو عالم اس عقیدے کا مخالف ہو اور اس اجماعی عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہے وہ یقیناً مسلک اقصیٰ
 سے ہٹا ہوا ہے اور کم از کم اس مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔

اور علماء و صلحائے امت کو کافر قرار دینے کی وجہ سے امامت کا اہل نہیں رہا اس کو امام بنانا
 جائز نہیں ہے۔ البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں
 اسی طرح اگر وہ امامت کر رہا ہو تو اس کی وجہ سے جماعت کی نماز کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

البتہ اہل اختیار کو جائز نہیں کہ ایسے شخص کو امام مقرر کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نبیہ محمد اقبال رضا اللہ عنہ
 دار الانفاذ جامعہ فاروقیہ
 ۲۰-۱-۱۲۲۱ھ



المجرب صحیح
 سرشد خان
 ۲۳/۱/۱۲۲۱ھ
 ۲۹/۲/۲۰۰۰ھ

حیات انبیاء کرام علیہم السلام

سوال

1۔ حضرت میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنج پیری اور ماتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ 2۔ نیز یہ بھی پوچھنا ہے کہ کیا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے مسئلہ میں اختلاف تھا؟ اگر ہاں تو تفصیل عطا فرمائیے۔ جزاک اللہ

جواب

جو لوگ حیات انبیاء کے منکر ہوں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ 2۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ اور تمام امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو وہاں ان کے رب کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور ان کی جسموں کو قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی۔ اس مسئلہ میں معتزلہ کے علاوہ کسی کا اختلاف نہیں۔

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر: 143504200026

تاریخ اجراء: 2014-02-25

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

سوال

فلذلك نعتقد فيهم صلوات الله عليهم وتسلمياتہ :

آنتم علیہم الصلوٰۃ والتسلمیات آجیاء عند ربہم بحیۃ برزخیہ اَکمل وأتم من حیاة سائر المؤمنین فی البرزخ، فیا تم لیست مثل حیاة الدنیا، بل افضل منها بكثير وأرفع. وأحکما ایضاً لیست مثل احکام الدنیا. وعلماؤ الامتہ رحمہم اللہ قائلون مثل ما قلت. کما قال الشیخ ظفر أحمد العثماني: فإن قلت أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ فیکون التضحیة عن الحی دون المیت، قلنا: فلک حیاة أخرى لا من جنس الحیاة الدنیویة فومیت باعتبار هذه الحیاة الدنیویة حی بتلك الحیوة البرزخیة المغایرة لهذه الحیاة. (باب التضحیة عن المیت، اعلاء السنن: 16/8010)

وهذا معتقد مشائخنا الکرام الدیوبندیہ رحمہم اللہ، لایسا الشیخ حسین علی المیا نوالی، والشیخ نصیر الدین النور غشتوی، والشیخ القاضی نور محمد، والشیخ غلام اللہ خان راولپندی، والشیخ القاضی شمس الدین، والشیخ محمد طاهر البنجیری، والشیخ عبدالغنی جاجروی، والشیخ عنایت اللہ شاہ البخاری. (سبیل الاذکیاء فی عقیدة حیاة الانبیاء)

مندرجہ بالا عبارت ایک کتاب سے نقل کی ہے۔ آپ حضرات فرمائیے کہ :

- (1)۔۔۔ مندرجہ بالا عقیدہ صحیح اور درست ہے یا نہیں؟
- (2)۔۔۔ جن اکابر کے نام لکھے ہیں وہ اکابر کیسے لوگ تھے؟ صحیح عقیدہ والے تھے یا غلط؟ کیونکہ ہم سنتے ہیں کہ یہ سب حضرات دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔

جواب

- (1)۔۔۔ اس عبارت (فلذلك...) کی تفریع جن مقدمات اور تفصیلات پر کی گئی ہے ان کو دیکھئے بغیر اس پر تبصرہ نہیں کیا جاسکتا۔

حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جمہور امت، اہل السیر والجماعۃ اور علمائے دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مبارکہ میں اسی جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عطا فرمایا تھا اور جسے قبر مبارک میں رکھا گیا تھا۔ یہ حیات عام مومنین اور شہداء کی طرح نہیں، بلکہ اس سے کہیں افضل اور اقویٰ ہے، اس میں روح کا رشتہ جسد کے ساتھ اتنا اقویٰ ہوتا ہے کہ اس کو دنیوی حیات کی طرح بھی کہا جاسکتا ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس حیات میں وہ احکام کے مکلف نہیں، نہ ہی ان کو کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حیات جسمِ عنصری، مدفون سے متعلق ہونے کی وجہ سے حقیقی اور جسمانی حیات ہے، یہ صرف الہی

روحانی حیات نہیں جس میں روح کا جسم سے کوئی تعلق نہ ہو، کیونکہ حیات کا مطلب ہی تعلق الروح مع الجسد ہے، صرف روح کے باقی رہنے پر حیات کا اطلاق نہیں ہوتا، روح تو کسی کی بھی فنا نہیں ہوتی۔ لہذا حقیقی اور جسمانی ہونے کے اعتبار سے اس حیات کو "کالحیۃ الدنیویہ" یعنی دنیوی زندگی کی طرح حیات کہتے ہیں، اور اسی کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر سلام کہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود و سلام پڑھتا ہے تو وہ فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

"من صلی علی عند قبری سمعته، ومن صلی علی نائياً لم یسمعہ"

(شعب الایمان للبیہقی: 141/3)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں اس کو خود سنتا ہوں، اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اور چونکہ یہ حیات عالم برزخ میں حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے "حیات برزخیہ" بھی کہتے ہیں۔

(ماخذ التبویب: 53/52813-48/45983)

(2)۔۔۔ دارالافتاء سے صرف شرعی مسائل کے جوابات دیئے جاتے ہیں، شخصیات کے بارے میں تبصرے نہیں لکھے جاتے۔

حوالہ جات

.

مجیب

عبداللہ ولی

مفتیان

مفتی محمد صاحب

مفتی سید عابد شاہ صاحب

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

فتویٰ نمبر: 60930

تاریخ اجراء: 21-10-2017

حیات انبیاء کے منکر کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ مماتی کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa: 925-809/L=9/1440

قبروں میں ائمہ علیہم السلام کا حیات ہونا تو تواتر اولہ سے ثابت ہے، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا تاویل انکار کرنے والا بدعتی ہے، ایسے شخص کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوگی۔

قال السيوطي: حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيًا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الأخبار (الحاوي للفتاوى: ۱۴۴/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 170005

تاریخ اجراء: May 13, 2019

منکرین حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حکم

سوال

ماتیں کے بارے میں جو ہمارے علماء دیوبند کا ان ماتیں کے بارے میں فتویٰ موجود ہے، اگر اس حالات میں جو ان کا عقیدہ ہے مرجائیں، تو جو سزا یہود اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دی جاتی ہے، وہی سزا ان کو بھی ملے گی یا جو گناہ گار مسلمان ہے، ان کو جو سزا ملتی ہے وہ سزا ملے گی؟

جواب

رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں، جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، جو حیات دنیوی کے مماثل ہے، بلکہ بعض اعتبار سے اس سے بھی اعلیٰ ہے، صرف یہ فرق ہے کہ احکام دنیویہ کے مکلف نہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس کو بلا واسطہ سنتے ہیں۔

یہ عقیدہ چودہ صدیوں سے امت میں متواتر چلا آ رہا ہے، جو شخص اس عقیدہ کے خلاف کرے وہ بتدرع اور گم راہ ہے، اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، لیکن وہ کافر نہیں ہے کہ آخرت میں اس کا انجام یہود و نصاریٰ کے مثل قرار دیا جائے۔

المہند علی المفند میں ہے:

"عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلي الله عليه وسلم حي في قبره الشريف و حيوته صلي الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف، و هي مخصوصة به صلي الله عليه وسلم و بجميع الأنبياء صلوات الله عليهم، لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين، بل لجميع الناس، كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالة: "إنباء الأذكىاء بحيوة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حيوة الأنبياء و الشهداء في القبر كحيوتهم في الدنيا، و يشهد له صلوة موسى عليه السلام في قبره؛ فإن الصلوة تستدعي جسداً حياً... الخ (ص: إدارة اسلاميات)

جواہر الفتاویٰ میں ہے:

"حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا عقیدہ نصوص شرعیہ سے اور اجماع امت سے ثابت ہے، باتفاق علماء اہل السنۃ والجماعۃ خاص کر اکابرین علماء دیوبند، اس جماعت دیوبندیہ کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اس کے خلاف منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء والشہداء کو بتدرع اور اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں۔"

(جواہر الفتاویٰ جدید، ۱/۴۳۲، ط: اسلامی کتب خانہ)

حضرت مولانا سید مہدی حسن رحمہ اللہ اپنے رسالہ "قہر حق بر صاحب ندائے حق" میں تحریر فرماتے ہیں:

"جو امام یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات محض روحانی ہے اور جسم اگرچہ محفوظ ہے، مگر حیات سے بے بہرہ ہے اور پھر اس عقیدہ کی تبلیغ کرتا ہے اور ترویج چاہتا ہے، بالیقین اس عقیدہ والا امام بتدرع فی العقیدہ والعمل ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔"

(ص: ۲۸۸، ط: امدادیہ)

نوٹ: بتدرع کی اقتدا میں نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر درست عقیدے والے متقی پرہیزگار امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا موقع ہو تو بدعتی کی اقتدا میں نماز ادا نہ کی جائے، اگر مجبوری ہو تو بدعتی کی اقتدا میں نماز ادا کر لی جائے، اور بعد میں اس نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے، کیوں کہ امام کے فاسق ہونے کی وجہ سے جو کراہت لازم آتی ہے وہ داخل نماز (نماز کے اندرونی اعمال) میں نہیں ہوتی، بلکہ خارج نماز سبب (نماز سے باہر، یعنی امام میں امامت کی اہلیت کی کمی) کی وجہ سے ہے۔

فقط واللہ اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر: 144211200354

تاریخ اجراء: 2021-06-19

مسئلہ عقیدہ حیات الانبیاء ﷺ کی وضاحت مطلوب ہے؟

سوال

- ۱- کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں کہ - عقیدہ حیات انبیاء ﷺ کیا ہے؟
 - ۲- دین متین میں اس عقیدے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
 - ۳- اس عقیدے کے منکر کا شرعاً کیا حکم ہے؟
 - ۴- منکرین حیات انبیاء ﷺ کو امام بنانا یا پھر اسکی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟
 - ۵- منکرین حیات انبیاء ﷺ کو اپنی مساجد میں چندہ کرنے کی اجازت دینا یا پھر چندہ دینا کیسا ہے؟
 - ۶- منکرین حیات انبیاء ﷺ کے جلسوں میں شرکت کرنا یا پھر انکو اپنے پروگرامز یا سٹیج پہ بلانا شرعاً کیسا ہے؟
 - ۷- منکرین حیات انبیاء ﷺ کا عقیدہ رکھنے والوں کے پاس اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا اسکا ایس حکم ہوگا؟
 - ۸- اگر کسی مسجد یا مدرسے میں پہلے سے موجود امام یا مدرس منکرین حیات انبیاء ﷺ کا عقیدہ رکھنے والا ہو تو اسکے لیے کیا حکم ہوگا؟ تمام سوالات کے جوابات بالترتیب دلائل کیساتھ عنایت فرمائیں۔
- بہت شکریہ، جزاک اللہ خیر۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa : 40-20/B=01/1441

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ”تسکین الصدور“ شیخ الحدیث حضرت مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ مسئلہ کے ہر پہلو پر بحث کی ہے۔ اور اس کتاب میں دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی حضرت سید مہدی حسن رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی نقل کیا گیا ہے۔ اگر کوئی بات رہ جائے تو اپنے یہاں کے علماء کی طرف رجوع کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 173135

تاریخ اجراء: Oct 7, 2019

مسئلہ حیات الانبیاء اور مماتی کے پیچھے نماز کا حکم

سوال

حیات النبی ﷺ کے بارے میں اہل حق کا مسلک کیا ہے؟ مماتی کون ہیں؟ ان کی پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب

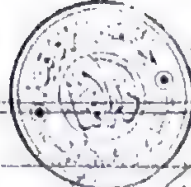
حیات النبی ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے، ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسدِ عمری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور یہ حیات، حیات دنیوی کے مماثل، بلکہ بعض وجوہ سے حیات دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، البتہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے حضور ﷺ اس کو خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔

جو لوگ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں ان کو عرف میں 'مماتی' کہا جاتا ہے، اور یہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں؛ اس لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر: 143908200732

تاریخ اجراء: 2018-05-09



کیا فرماتے ہیں، ہفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہیں نہ فرماتے۔
جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی و روحانی کا روضہ
اقدس میں قائل نہ ہو، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ
وسیلہ حاصل کرنے کا قائل نہ ہو، اور اس بات کا بھی قائل نہ ہو کہ روضہ اقدس
کے پاس درلود شریعت پڑھنے والے کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود
ہو، اور جواب دہیت ہو۔

تو ایسے شخص کے بارے میں چند سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں
۱۔ کیا یہ عقائد علماء دیوبند کے عقائد کہلاتے ہیں؟
۲۔ مذکورہ چیزیں بات کے بارے میں علماء دیوبند کیا کہتے ہیں؟
۳۔ جو شخص ذکر کردہ چیزیں بات کا قائل نہ ہو، ایسے شخص کا اپنے آپ
کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرنا کیسا ہے؟
بیٹو! تو جواب

مستفتی: محمد عثمان احمد وڑائچ۔

0332-7383120

۲۰۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد والصلوات علیہ

۲۰۱۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ
انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد عفری کے ساتھ زندہ ہیں، یہ عقیدہ نہ صرف
علماء دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔
(کنف الباری، کتاب المغازی، ۱۲۵)

حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک کوئی شخص اہل السنۃ و
الجماعۃ میں ایسا نہیں گذرا، جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوۃ
و سلام کا سماع نہیں فرماتے۔ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا آپ کے سماع عند القبر
پر اتفاق ہے، کوئی اس کا مخالف نہیں گذرا اور کتب اہل اسلام میں اس کے خلاف
ایک بھی حرف حوالہ موجود نہیں۔

(تسکین الصدور، ص ۳۳۱)

و سب سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا، شفاعت
کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ ”حضور میری بخشش کی سفارش فرمائیں“ نہ صرف
جائز بلکہ مستحب ہے۔

درود کے سماع سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو شخص صلوۃ و سلام پڑھتا ہے، آپ خود
(جاری ہے۔۔۔)

Date: _____

سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جبکہ دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام بذریعہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔
۳۔ جو شخص مذکورہ عقائد کا مخالف ہو تو وہ یقیناً مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور کم از کم اس مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔

خ ت

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: نعمان احمد غفرلہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
بالجامعۃ الفاروقیۃ بکراتشی

۵ / ۴ / ۱۴۳۱ھ
۲۰ / ۵ / ۲۰۱۰م

الجواب صحیح

۲۱۴۳۱/۶/۸

الجواب صحیح

۶۳۱، ۶، ۸



حیات انبیاء کے منکر کی امامت اور اس کے ساتھ تعلقات رکھنا

سوال

جو شخص حیات النبی کے عقیدے کا منکر ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اسی طرح ایسے امام کے مقتدیوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب

حیات الانبیاء سے متعلق جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں، اور ان کی حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے بھی قوی ہے، اور دیگر تمام لوگوں کی حیات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ممتاز، اعلیٰ اور ارفع ہے، اور وہ سب اللہ رب العزت کی ذات و صفات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، اور مختلف قسم کی عبادات میں مشغول ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ سب نمازوں میں مشغول ہوں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ مشاہدہ بصورت نماز ہوتا ہو اور کسی کو بصورت تلاوت ہوتا ہو اور کسی کو اور طریقہ سے، لہذا سب مشاہدہ باری تعالیٰ میں ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للسبکی، ص 206) البتہ عالم برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادات مکلف ہونے کے اعتبار سے نہیں ہیں، بلکہ بلا مکلف ہونے کے صرف تلبذ اور لذت حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ (ایضاً)

جو شخص حیات الانبیاء کا منکر ہو وہ اہل سنت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، امامت کے جلیل الشان منصب کے لیے صحیح العقیدہ افراد کا انتخاب کیا جانا ضروری ہے۔ نیز ایسے شخص سے تعلق رکھنے سے اس کی اصلاح کی امید ہو تو تعلق رکھا جائے اور بالخصوص اہل علم ان کی راہ نمائی کریں؛ تاکہ وہ اپنے اس عقیدہ سے توبہ تائب ہو جائے، اور اگر اس سے تعلق نہ رکھنے سے اس کی اصلاح کی امید ہو یا مقتدی اہل علم نہ ہوں اور ان سے تعلق رکھنے میں ان کا اپنا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص سے تعلق نہ رکھا جائے۔

مذکورہ امام کے مقتدیوں کا بھی اگر یہی عقیدہ ہو تو ان کا حکم بھی یہی ہوگا، لیکن اگر مقتدی کا عقیدہ درست ہو تو اس کے ساتھ تعلق قطع نہ کیا جائے۔

واضح رہے کہ جب تک کسی شخص کے عقائد و نظریات کے بارے میں یقینی ذرائع سے کوئی بات پایہ ثبوت کو نہ پہنچے یا وہ شخص خود صراحت نہ کرے، عمومی اشارات یا مبہم باتوں سے استدلال کر کے کسی شخص کا کردار مجروح کرنا شرعاً ہرگز روا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعة العلوم الإسلامية بنوري مؤمن

فتوى نمبر: 144003200153

تاریخ اجراء: 2018-11-19

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات انبیاء علیہم السلام سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

سوال

میرا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ہے اور میرے بعض اساتذہ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں، یعنی ممانی ہیں، وہ مجھے عقیدہ حیات النبی ﷺ بیان کرنے اور حقایق علماء کو اپنی مسجد میں لانے سے منع کرتے ہیں، ورنہ مجھے عاق کر دیں گے؟ آپ سے گزارش ہے کہ حیات النبی ﷺ اور حیات الانبیاء سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کی وضاحت کر دیں!

جواب

صورتِ مسئلہ میں جو شخص "حیات الانبیاء" (یعنی وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات) کا منکر ہو، وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے، ان لوگوں سے علم دین حاصل کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے، لہذا آپ ضرورت کے موقع پر لوگوں کو درست عقیدہ بتاتے رہیں، اور حیات انبیاء کرام علیہم السلام کے منکرین کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔

نیز واضح رہے کہ ہمارے ہاں حیات النبی ﷺ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق متعدد سوال موصول ہوتے رہے ہیں اور سوال کے مطابق ان کے جوابات بھی جاری کیے جاتے رہے ہیں، نیز کئی لوگوں کی طرف سے یہ درخواست کی گئی کہ اس مسئلہ کا مکمل تفصیلی فتویٰ جاری کیا جائے، آپ کا سوال بھی اسی نوعیت کا ہے؛ لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے سابق رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چانگامی صاحب رحمہ اللہ کا اس مسئلہ پر خود نوشتہ تفصیلی فتویٰ جو انہوں نے (5/10/1421) کو اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے، وہ مکمل نقل کر دیا جائے، لہذا ذیل میں اسے ملاحظہ فرمائیے:

حامداً ومصلياً ومسلماً! أما بعد:

حیات النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کرام کی حیات کا عقیدہ نصوص شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے، باتفاق علماء اہل سنت والجماعت خاص کر اکابرین علمائے دیوبند اس کو جماعت دیوبند کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اور اس کے خلاف منکرین حیات النبی والانبیاء والشہداء کو مبتدع اور اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرین حیات النبی ﷺ کی اقتدا اور امامت کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام اور شہداء تو نصوص قرآنی، احادیث اور آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجسادِ عضریہ کے ساتھ حیاتِ دنیویہ کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے، فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم محسوس نہیں کر پاتے، لیکن نصوص و روایات سے جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے، لہذا اس پر ایمان و عقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیات انبیاء کے حوالے سے "حیۃ النبی" کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکام شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں۔

1: مثلاً: انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کیے جاتے۔

2: انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات سے کسی ایمان دار کا نکاح درست نہیں، جب کہ شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں، مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے، ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

3: انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھا سکتی ہے، نہ فنا کر سکتی ہے، وہ اجسامِ دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں، یہی تمام علمائے اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ، اور جماعتِ علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

علمائے دیوبند سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زلیخ اور کجی یا کسی قسم کی کم زوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر خود بھی گم راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب کہ علمائے اہل سنت و الجماعت خاص کر علمائے دیوبند کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور منقطع ہے، جگہ جگہ اپنی تحریروں میں، تالیفات و تصنیفات میں واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ:

"روضۃ اقدس ﷺ پر جا کر درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک روضۃ شریف میں فرشتے پہنچاتے ہیں۔"

(امداد الفتاویٰ، ص: ۱۱۰، ج: ۵)

اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی دیوبندی اس سے اختلاف رکھتا ہے اور حیات النبی ﷺ کا منکر ہوتا ہے تو یہ اس کی ذاتی رائے اور اس کی سینہ زوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت و الجماعت کے خواص و عوام کو اس گھمنڈ اور سینہ زوری سے بچائے، ہم سب کو راہِ اعتدال نصیب فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

اس کے مزید تفصیل اور دلائل کی وضاحت، درج ذیل ہے:

دنیا کی حیات اور موت کی حقیقت :

تمام انسانوں کو دنیا میں آنے کے بعد اجل مستنی پوری کر کے پھر ایک مرتبہ دنیوی زندگی کو خیر باد کہہ کر آخرت کی طرف جانا پڑتا ہے، نقل اور عقل کے مشاہدے سے یہ بات ثابت اور مقرر ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر اجل مستنی پوری کرنے تک کی زندگی کو "حیات دنیوی" کہا جاتا ہے، اور یہ حیات اس لیے دی گئی ہے کہ انسان اس میں رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ایمان و عمل کو درست کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر کرے، آخرت کی ابدی زندگی کی راحت و آرام کے لیے سعی کرے، اور آخرت کے ابدی عذاب و سزا سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرے؛ کیوں کہ بعض روایت میں ہے کہ : دنیا اور دنیا کی چیزوں کو انسان کے واسطے بنایا گیا مگر انسان کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے :

"الدنيا مزرعة الآخرة".

(المقاصد الحسنة للسخاوي، حرف الدال المهملة، [رقم الحديث: ۴۹۵] (ص: ۲۵۵) ط:

دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳م-۱۴۲۴ھ).

ترجمہ: "دنیا آخرت کے واسطے کھیتی کی جگہ ہے۔"

جو لوگ یہاں سے ایمان و عمل درست کر کے جائیں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام اور آخرت کی نعمتوں میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان و اعمال کو خراب کریں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور سزا بھگتیں گے۔

تو انسان جب دنیوی حیات پوری کر کے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو بیچ کی گھاٹی موت آتی ہے، موت کے بعد جب قبر کی زندگی شروع ہوتی ہے تو قبر میں سوالات ہوتے ہیں کہ : دنیوی زندگی اللہ و رسول کے احکام کے مطابق گزاری ہے یا اللہ و رسول کے احکام کے خلاف گزاری ہے؟ اس پر ابتدائی سوالات اور پوچھ گچھ ہے :

پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا رب کون ہے؟

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا دین اور مذہب کیا ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ : تمہاری دینی رہنمائی کے لیے جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟

انسان اگر ان سوالات کے جوابات میں کامیاب ہوتا ہے تو گویا ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی سے ہم کنار ہونے کی امید ہوتی ہے اور راحتوں کی زندگی شروع ہوتی ہے، انسان قبر میں راحتوں کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے اور جب انسان قبر کے سوالات و جوابات میں ناکام ہوتا ہے اور ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، بلکہ سوال

کے جواب میں صاف جواب دیتا ہے کہ : میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر قبر کی زندگی ہی سے تکلیف والے حالات پیش آنے لگتے ہیں ، یہیں سے پریشانی کی زندگی شروع ہوتی ہے ، ابتدائی عذاب و سزا کا معاملہ شروع ہوتا ہے ، انسان ان کو بھی محسوس کرتا ہے ۔ نصوص و احادیث میں ان کی تفصیلات موجود ہیں ۔

حاصل یہ نکلا کہ : انسان مرنے کے بعد ختم نہیں ہو جاتا ، بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف جاتا ہے ، دونوں زندگیوں کے درمیان موت پل کی طرح ہوتی ہے ، مرنے کے بعد قبر میں اس کی روح لٹا دی جاتی ہے ، اگر انسان ایمان دار ہے تو ابتدائی سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے اور قبر میں وہ راحت و آرام کی زندگی گزارتا ہے ، اور انسان کا حال اگر برا ہوتا ہے تو سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا ، موت میں سختی اور پھر قبر میں سختی ہوتی ہے ۔

حدیث مبارک میں ہے :

"الْقَبْرِ حُفْرَةٌ مِنْ حَفْرِ النَّارِ، أَوْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ".

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للسيوطي، باب فضاة القبر وسهولته وسعته على المؤمن، (ص: ۱۵۳) ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

دنیا کی زندگی ایمان و عمل کی زندگی ہوتی ہے ، قبر کی زندگی ، قیامت کبریٰ (حساب و کتاب) تک کے زمانہ کی ہوتی ہے ، اس کو "عالم برزخ" کی زندگی کہا جاتا ہے ، یہ اخروی زندگی کا ابتدائی حصہ ہے ، اس "عالم برزخ" میں انسان اور اس کی روح (جو کہ اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں ہوتی ہے) سے تعلق و ربط ہوتا ہے ، آدمی نیک ہو تو جنت کی خوش بو ، ہوا اور نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے اور اگر بد ہوتا ہے تو جہنم کی بدبو ، گرم ہوا اور دوسری تکالیف سے متاثر اور رنجیدہ ہوتا ہے ۔ اور یہ سب کچھ روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے ۔

رہا یہ کہ دنیا کے انسانوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا ، اس کا پتا نہیں چلتا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان "عالم دنیا" میں ہوتے ہوئے "عالم آخرت" کے امور کو محسوس کرے ، اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ". [البقرة: ۱۵۴]

ترجمہ : "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ، ان کو تم مردار مت کہو ، بلکہ وہ زندہ ہیں ، البتہ زندگی کا شعور تمہیں نہیں ہے ۔"

تم کو ان کی حیات کا احساس نہیں ہوتا اور عدم احساس یہ عدم حیات کی دلیل نہیں ہے ، جب کہ رب العالمین نے اعلان فرمادیا ہے کہ وہ زندہ ہیں ، تمہیں اس کا شعور نہیں ہے ؛ لہذا ہر ایمان دار کو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے ، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر اور گم راہی ہے ۔ جب تقریر مذکور سے واضح ہوا کہ دنیوی حیات ، عارضی حیات اور فانی ہے ، اس کے بعد ہر انسان کو موت آنی ہے ، سفر آخرت میں جانا ہے ۔

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ". [العنكبوت: ۵۷]

ترجمہ: ”ہر جان دار، موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔“

موت، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان پل کی طرح ہے، اس سے انسان ختم نہیں ہوتا، فنا نہیں ہوتا، بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اس سے موت کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی اور ”عالم برزخ“ کا مفہوم بھی معلوم ہو گیا، دوسرے عالم (عالم آخرت) کے دو حصے ہیں: پہلا حصہ جو کہ عالم برزخ اور قبر کی زندگی ہے، انسانی روح وہاں لوٹا دی جاتی ہے تاکہ سوالات و جوابات ہوں، پھر اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں اسے رکھ دیا جاتا ہے، مگر جسم کے ساتھ روح کا تعلق و ربط بدستور رہتا ہے، ارواح کے ساتھ اچھا اور برا جو کچھ ہوتا ہے، اجسام بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، اگرچہ دنیا کے انسان کو اس کی خبر اور شعور نہیں ہوتا۔

احادیث میں قبر کے اندر انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا اور بہت سے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا تلاوت کرنا اور بہت سے انسانوں پر سانپ کا مسلط کر دیا جانا، عذاب اور سزا کا معاملہ چلنا ثابت ہے۔ اور یہ برزخی حیات کی زندگی تمام انسانوں کے لیے مقرر اور متعین ہے۔

یہاں پر ایک دوسری چیز کا جاننا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ: ”عالم دنیا“ میں جیسا کہ سارے انسان ایک ہی درجہ کے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے درجات اور مراتب متفاوت ہوتے ہیں، ان میں نیک ہوتے ہیں اور نیکوں میں بھی سب برابر نہیں ہوتے، بلکہ الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں، بعینہ اسی طرح ”عالم برزخ“ اور ”عالم آخرت“ کی زندگی جو کہ دائمی اور ہمیشہ کی زندگی ہے، اس میں بھی انسان الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں۔

کچھ انسان تو اعلیٰ ترین ذات و صفات کے مالک ہوتے ہیں، جیسے: انبیاء علیہم السلام، پھر صدیقین و شہداء کے درجات ہوتے ہیں، پھر صالحین اور عام مؤمنین کے درجے ہوتے ہیں، تو جو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات و صفات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین انسان ہوتے ہیں، ان کو بھی موت آتی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے:

"إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ بَيِّنُونَ" [الزمر: ۳۰]

ترجمہ: ”آپ نے بھی مرنا ہے اور دوسروں نے بھی۔“

لیکن انبیاء علیہم السلام کی موت دوسرے انسانوں کی موت کی طرح نہیں، انبیاء علیہم السلام بھی عالم برزخ اور قبر میں رہتے ہیں، لیکن دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان کا بھی حشر ہوگا، لیکن دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، ان کا بھی حساب و کتاب ہوگا، مگر دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، اس فرق مراتب کو سمجھنا بہت ضروری ہے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے:

”گرفراق مراتب نہ کنی زندیقی“

حدیث مبارک میں ہے:

"أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ".

(سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، (2/665) ط: مير محمد مکتب خانہ کراچی)

ترجمہ: "ہر انسان کو اپنے اپنے مقام پر رکھو۔"

لہذا انبیاء علیہم السلام کو انبیاء کرام کی جگہ پر، صدیقین و شہداء کو ان کے مقام پر، عام صالحین اور مومنین کو ان کی جگہ پر رکھیں، جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تیسری بات یہ بھی جان لو کہ:

انبیاء علیہم السلام جو کہ اعلیٰ ترین انسان ہیں، ان کے اوپر انسانوں کا اور کوئی درجہ نہیں ہے، تو ان کی حیات برزخی اور عالم آخرت کی حیات بھی اعلیٰ ترین حیات ہوگی، عام انسانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارفعیت اور بلندی کا اندازہ نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو ارفع و اعلیٰ انسان بنایا ہے، وہی ان کے مراتب کو جانتا ہے، یہی حال ان کی حیات برزخیہ کا ہے، وہ بیک وقت عالم بالا میں مشاہدہ حق جل تعالیٰ سے بھی متمتع ہوتے ہیں اور عالم سفلی میں زمینی مخلوق سے بھی ان کا ارتباط ہوتا ہے۔ پھر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سید الانبیاء و خاتم النبیین ﷺ کی بلندی درجات اور شان رفعت کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے، وہ اللہ ہی جانتا ہے، عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عام انسان اس ذات ستودہ صفات کے نہ کمالات کو احاطہ کر سکتا ہے، نہ اس کے مقامات عالیہ کا ادراک کر سکتا ہے، نہ کسی کو اس کی پوری محامد اور تعریف کی قدرت ہے تو ایسی ذات باصفات کی حیات برزخیہ کا پورا اندازہ کون کر سکتا ہے، اسی واسطے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے:

"مناجاتے اگر بامید بیان کرد بہ بیٹے ہم قناعت می توان کرد : : محمد از تومی خواہم خدا را خدا یا از توجب مصطفیٰ را"

مگر نفس انسانی کی حیات بعد الممات اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ بعد از وفات کے عقیدہ کا ثبوت نصوص و روایات سے ملنے کے ساتھ ساتھ درایت سے بھی ثابت ہے؛ کیوں کہ ہر ذی عقل و ذی فہم بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ کی زندگی میں کلمہ پڑھایا بعد میں پڑھا اور قیامت تک کلمہ پڑھے گا، ان سے میں ہر شخص آپ کی زندگی میں آپ کو جس طرح رسول سمجھتا ہے، اسی طرح آپ کی وفات کی بعد بھی آپ ﷺ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور رسول جسم و روح دونوں چیزوں کا نام ہے، جیسے دنیا میں وہ جسم مع الروح رسول تھے، وفات کے بعد بھی عالم برزخ میں "جسم مع الروح" رسول ہیں، رسول یا رسول کا کوئی حصہ فنا نہیں ہو سکتا اور یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے، سب رسول اپنے اجسام عضویہ اور ارواح کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں۔ سب پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے رسولوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شرائع ہمارے رسول ﷺ کے بعد منسوخ ہو گئی ہیں، لیکن رسول اور انبیاء حضرات اپنے منصب رسالت و نبوت پر پھر بھی فائز ہیں، اس لیے قیامت تک آنے والے انسانوں پر تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے، وہ اپنی دنیوی زندگی میں رسول اور نبی تھے، دنیا سے جانے کے بعد بھی عالم برزخ میں رسول و نبی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جس سے حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیات النبی ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں :

واضح رہے کہ وفات کے بعد، عالم برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ”ادلہ اربعہ“ سے ملتا ہے، یہاں بطور نمونہ چند نصوص قرآنی اور احادیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں :

1: اللہ تعالیٰ کا قول :

"وَأَنۢسَأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ رُسُلُنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ"۔ [الزخرف: 45]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ : اس آیت سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"يستدل بهذه الآية على حياة الأنبياء..." الخ

(مشکلات القرآن، ص: ۲۳۴، الدر المنثور، ج: ۶، ص: ۱۶، روح المعانی، ج: ۲۵، ص: ۸،

مجموعۃ رسائل کشمیری، مشکلات القرآن للإمام الشیخ أنور شاہ کشمیری،

[الزخرف: ۴۵] (۴/۳۷۷) ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية کراچی۔ ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶م)

: 2

وَأَنۢسَأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مَنْ قَبْلِكَ مَنْ رُسُلُنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ"۔ [الزخرف: ۴۵]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ : "معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار، آپ ﷺ اس وقت حیات تھے، آپ کی ملاقات جسدِ عنصریہ سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جسدِ عنصری کے ساتھ ہوئی، اس لیے "مِنْ لِقَائِهِ" فرمایا "من لقاء روحه" نہیں فرمایا تو ملاقات "صراحت النص" سے ثابت ہے اور حیات الانبیاء "اقتضاء النص" سے ثابت ہے۔ اصول میں دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔"

3: شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ"۔ [البقرة]

4: دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ"۔ [آل عمران]

یہ دونوں آیات حیاتِ شہداء کے بارے میں نازل ہوئیں۔ شہداء کے بارے میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مردار ہو گئے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ان کی تردید فرمائی کہ :

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ہیں، تم لوگ انہیں نہ مردہ سمجھو، نہ مردہ کہو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں۔"

5: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں :

"وَإِذَا ثَبِتَ أَنَّهُمْ أَحْيَاءُ مِنْ حَيْثُ النُّقْلُ، فَإِنَّهُ يَقْوِيهِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرُ كَوْنُ الشَّهَدَاءِ بِنَصِّ الْقُرْآنِ، وَالْأَنْبِيَاءِ أَفْضَلُ مِنَ الشَّهَدَاءِ"۔

(فتح الباري للحافظ ابن حجر العسقلاني، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: { وَادْكُزْ

فِي الْكِتَابِ مَزِيْمٌ... } (6/488) ط: رئاسة إدارات البحوث العلمية... بالسعودية)

یعنی جب شہداء کے بارے میں ازروئے نص اور نقل حیات ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے افضل ہیں، ان کے درجات اعلیٰ و ارفع ہیں تو صراحۃ النص سے حیاتِ شہداء ثابت ہوئی اور دلالتِ النص سے حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں؛ کیوں کہ شہیدوں کی شہادت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے اور ان کا درجہ انبیاء علیہم السلام سے دو درجہ بعد کا ہے، ان کی حیات جب صراحتِ قرآن سے ثابت ہے تو انبیاء کی حیات دلالت اور اقتضاءِ النص سے ثابت ہے۔

5: حق تعالیٰ قرآن مجید کے اندر فرماتے ہیں :

{ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا } [الاحزاب: 56]

ترجمہ: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر (ان کی دنیوی زندگی میں اور برزخ کی زندگی میں ہر حال میں ان پر) درود بھیجا کرو، سلام بھیجا کرو۔“

اللہ تعالیٰ بذاتِ خود جی و قیوم ہے اور اپنے حبیب محمد ﷺ پر درود بھیج رہا ہے، اپنے نبی کی طرف رحمتوں کے ساتھ متوجہ ہے، کیا حبیب اور نبی کے لیے یہ شان مناسب ہے کہ وہ بے جان مردہ پڑا رہے اور اپنے آقا سے لاطعلق اور بے حس پڑا رہے، ہرگز نہیں ہو سکتا، بلکہ آپ کی اخروی اور برزخی حیات تو عالمِ علوی کے لحاظ سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ترین حیات ہے، آپ کا مشاہدہ باری اور آپ کا ربط و تعلق حق تعالیٰ سے ”عالمِ برزخ“ میں تو ”عالمِ دنیا“ سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز خالق کائنات تو از روئے اکرام اپنے نبی پر درود بھیجے، فرشتوں کے ذریعہ اکرام کرتے ہوئے درود و سلام بھیجے، اور وہ تمام انسانوں کو اکرام کا حکم دیں کہ اپنے نبی و حبیب ﷺ کا اکرام درود و سلام کے ساتھ کریں، ہمیشہ کریں، "عالم دنیا" میں کریں اور "عالم برزخ" میں جانے کے بعد کریں، درود و سلام بھیجا کریں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا اکرام کیا جا رہا ہے اس کو پتہ نہ ہو، وہ اس سے بے خبر ہو، اسی واسطے تو آپ ﷺ نے اپنی دنیوی حیات میں ہوتے ہوئے ان سب سوالوں کے جوابات دے دیے تھے اور فرمادیا تھا کہ قریب سے درود پڑھنے والوں کے "درود و سلام" کو آپ بلا واسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے "درود و سلام" بھیجنے والوں کے "درود و سلام" کو بذریعہ فرشتے آپ کو پہنچایا جاتا ہے، تو آیت صلوٰۃ و سلام سے بھی حیات النبی ﷺ کا ثبوت "دلالة النص" اور "اقتضاء النص" سے ملتا ہے۔

حياة النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

1: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون".

(شفاء السقام في زيارة خير الأنام للسبكي، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الثالث في سائر الموثى...، (ص: ۱۸۰) ط: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حیدرآباد دکن)

ترجمہ: "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں۔"

(وكذا في فتح الباري لابن حجر العسقلاني، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى:

{ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ... } (6/487) ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء ...

(بالسعودية)

(وكذا فتح الملهم للشيخ العثماني، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله، وفرض

الصلاة...، (۱/۳۲۹) ط: مدينة باريس بجنور)

مجمع الزوائد میں ہے :

"رجاله الثقات." (ص: ۱۸۸، ج: ۸)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصح خبر الأنبياء أحياء في قبورهم". (مرقاۃ، ص: ۲۱۲، ج: ۲)

فیض القدير میں ہے :

"وهذا حديث صحيح." (ص: ۱۸۳، ج: ۳)

مدارج النبوۃ میں ہے :

"ورجال حدیث أنس فی مسند أبی یعلی ثقات". (ص: ۲۴۷، ج: ۲)

علامہ شوکانی نے لکھا ہے :

"وقد ثبت فی الحدیث: أن الأنبياء أحياء فی قبورهم. رواه المنذري وصححه البيهقي". (ص: ۲۱۲، ج: ۳)

2: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْلُمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

(سنن أبی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، (۱/۲۷۹) ط: میر محمد کتب خانہ کراچی)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی هريرة رضي الله عنه، [رقم الحديث: ۱۰۷۵۹] (۹/۵۷۵) ط: دار الحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ: "کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھتا ہو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔"

یعنی ہر "صلوۃ وسلام" پڑھنے والا جو قبر شریف پر آکر "صلوۃ وسلام" پڑھتا ہے، اس کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کا "ملا اعلیٰ" سے جسد اطہر کے ساتھ اس طرح اتصال کر دیتے ہیں کہ سب کے "صلوۃ وسلام" کا جواب دیا جاسکے، ظاہر ہے دن و رات لاکھوں فرشتے، انسان اور جن آپ کی قبر شریف پر "صلوۃ وسلام" پڑھنے والے ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سب کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ اتصال الروح مع الجسد کے بدون ممکن نہیں۔

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہ روایت صحیح ہے :

"وَرَوَاهُ ثِقَاتٌ". (فتح الباری: ۶/۲۷۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصححه النووي في الأذكار". (تفسير ابن كثير: ۵۱۳/۳)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے :

"هو حديث جيد". (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳/۳۰۶)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رَوَاتُهُ يُقَاتُ". (عقیدۃ الاسلام، ص: ۵۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رَوَاتُهُ يُقَاتُ". (فتح الملہم: ۱/۲۳)

تو حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبر شریف میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر "صلوٰۃ و سلام" پڑھنے والے کے "صلوٰۃ و سلام" کا جواب دیتے ہیں، البتہ جو دور سے "صلوٰۃ و سلام" بھیجتے ہیں، فرشتے کے ذریعے ان کے "صلوٰۃ و سلام" کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ جواب دیتے ہیں۔ جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل آرہی ہے۔

3: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصُّعْقَةُ، فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ تَعْرِضُ صَلَاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: بَلَيْتَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَحَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ".

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تفریع أبواب الجمعة، (۱/۱۵۰) ط: میر محمد

کراچی۔ سنن النسائي، كتاب الجمعة، إكثار الصلاة على النبي، (۲۰۳-۱/۲۰۴) ط: قديمی

(کراچی)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے افضل ترین ایام میں سے ”یوم جمعہ“ ہے، اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز ان کی وفات ہوئی، اسی روز ”نفلہ اولیٰ“ ہوگا اور اسی روز میں ”نفلہ ثانیہ“ ہوگا، اس جمعہ کے روز تم لوگ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ: صحابہ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ! بعد وفات دیگر اموات کی طرح آپ بھی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ پس آپ نے فرمایا: اللہ نے زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کر دیا ہے، زمین ان کو کھا نہیں سکتی، فنا نہیں کر سکتی۔“

دیکھیے حدیث میں صرف ”حیات النبی الافی“ کا ذکر نہیں، بلکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کا ذکر فرمادیا، اور ساتھ ساتھ اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ عالم دنیا کے مشاہدے میں جو چیز آتی ہے کہ میت قبر میں مرور زمانے کی وجہ سے ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہو جاتی ہے، کسی سوال و جواب کے قابل نہیں رہتی، تو صلوٰۃ و سلام کا جواب آپ کیسے دیں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اصول اور ضابطہ بتا دیا کہ مٹی

انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھا نہیں سکتی، لہذا جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی حال ہے کہ سب کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اجسادِ معصیہ کے ساتھ حیات ہیں اور آپ ﷺ تو سید الانبیاء ہیں تو آپ کی حیات تو بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی تو درود و سلام کے جواب دینے میں کچھ اشکال باقی نہ رہا، یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا :

"صَحَّحَہ ابن خزيمة وغیره". (فتح الباری: ۲۹۹، پارہ: ۶/۲۰)

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"صَحَّحَہا أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". (عمدة القاری: ۶/۶۹)

شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"حدیث صحیح". (مدارج النبوة: ۲/۹۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"فهو على شرط الصحيحين". (مستدرک حاکم: ۵۶۰)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا :

"فإنَّه صحَّحَہا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَحَزَمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". (خزانة الاسرار: ۱۹)

جب صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا ہے کہ اجسامِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر حرام کر دیے گئے ہیں، انہیں مٹی نہیں کھا سکتی، اس کے باوجود منکرینِ حیاتِ النبی ﷺ کا یہ کہنا ہے کہ قبر شریف میں - نعوذ باللہ - آپ ﷺ دیگر مردوں کی طرح مردہ ہیں، درود و سلام کو نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں، بڑی جرأت کی بات ہے، ہمارے نزدیک یہ باتیں ایمان اور ایمانی تقاضے کے خلاف ہیں۔

4: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

"فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَرْزُقُ".

(سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنها (ص: ۱۱۸) ط: قدیمی

(کراچی)

ترجمہ: "پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔"

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رجاله ثقات". (فیض القدير: ۲/۸۴)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وروى ابن ماجه برجالٍ ثقاتٍ". (زرقانی شرح مواہب: ۲۳۶/۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"قلت: رجاله ثقات". (تہذیب التہذیب: ۳۹۸/۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ روایت فرماتے ہیں کہ: اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، دونوں لفظ قابل غور ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وفات عام مردوں کی طرح نہیں ہیں، بلکہ جس طرح شہداء کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں، ان کو تم لوگ مردہ نہ کہو، نہ مردہ سمجھو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں، ان کو جنت میں رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے ہیں، ان سب کو رزق ملتا ہے، یہ بات آپ نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ یہ سماعی چیزیں ہوتی ہیں، سب نے نبی علیہ السلام سے سن کر فرمایا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، معنی و مفہوم بالکل واضح ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے، نہ اس کی گنجائش ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث یوم جمعہ کو کثرت درود کی فضیلت کے بارے میں ہے، جس میں جمعہ کی فضیلت، نبی علیہ السلام کے مقام محبوبیت اور بعد وفات آپ کی حیات کا ذکر موجود ہے، اور یہ کہ دنیوی حیات اور برزخی حیات برابر نہیں، بلکہ برزخی حیات دنیا کی حیات سے قوی تر ہے۔

5: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں :

"إنَّ لله ملائكة في الأرض سيّاحين يبلغونني من أمّتي السلام".

(سنن النسائي، كتاب السهو، باب التسليم على النبي، (۱/۱۸۹) ط: قديمي كراچی۔ المسند

للإمام أحمد بن حنبل، مع التعليق لأحمد محمد شاكر، مسند عبد الله بن مسعود، [رقم

الحديث: ۳۶۶۶] (۳/۵۳۶) ط: دار الحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ: ”نبی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں، جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔“

علامہ محدث بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رواه البزار ورجاله رجال الصحيح". (مجمع الزوائد: ۲۳/۲)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رواه أحمد والنسائي والدارمي وأبو نعيم والبيهقي والخلعي وابن حبان والحاكم في صحيحيهما، وقال: صحيح الإسناد". (القول البدیع: ۱۱۵)

فتاویٰ میں حضرت عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"و بتواتر رسیدہ این معنی۔" (ص: ۶۹، ج: ۲)

ترجمہ: "معنی کے لحاظ سے یہ حدیث، حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدام صحابہ میں سے ہیں، فقیہ و محدث ہیں اور ان صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فتویٰ اور مسائل پوچھنے کو فرمایا تھا، آپ معتبر ترین صحابہ میں سے ہیں، آپ کی روایت میں ہے کہ روئے زمین میں کچھ فرشتے گشت لگاتے ہیں، جو کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک درود و سلام پہنچاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ روح کو پہنچاتے ہیں، جس سے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ مع جسدِ محضری قبر شریف میں حیات اور زندہ ہیں، بالفرض آپ (نعوذ باللہ) مردہ اور آپ کا جسم مبارک ریزہ ریزہ ہو جاتا تو درود و سلام کیسے پہنچایا جاتا؟ اس قسم کی بات کرنے والوں کو ذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے، جب کہ نقل اور حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ تک سلام پہنچایا جاتا ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں۔

دیکھیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ درود کی روایت کو بیان فرماتے ہیں:

6: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

"قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ بَعِيدٍ أَعْلِمْتُهُ".

(جلاء الأفهام في الصلاة والسلام على خير الأنام للحافظ ابن القيم الجوزية، باب ماجاء في الصلاة على رسول الله، (ص: ۱۹) ط: دار الطباعة المحمدية بالأزهر بالقاهرة)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی میری قبر پر درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود و سلام پڑھا تو بواسطہ فرشتہ مجھے بتلا دیا جاتا ہے۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"بسنن جيد". (فتح الباری: ۳۵۲/۶)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وسندہ جید". (القول البدیع، ص: ۱۱۶)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بسند جید". (مرقات: ۱۰/۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وسندہ جید". (فتح الملہم: ۱/۲۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین فی الحدیث میں سے ہیں، سب سے زیادہ حدیث آپ ﷺ کی، آپ ہی کے ذریعہ مروی ہیں، شب و روز، سفر و حضر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ کے انفاس قدسیہ، کلمات طیبہ کو یاد کرنے والے اور لکھنے والے تھے، روایت مذکور بھی انہیں کی مرویات میں سے ہے اور روایت صحیح ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قریب سے درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ بنفس نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ قبر شریف میں آپ زندہ ہیں؛ کیوں کہ زندگی کے بغیر سننا اور جواب دینا محال ہے، تو ثابت ہوا کہ آپ قبر شریف کے اندر زندہ ہیں، روح مبارک کا تعلق جسد اطہر سے بدستور قائم ہے۔

اس سے قبل مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجساد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مٹی پر حرام ہیں، تو آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اجسادِ عرضیہ کے ساتھ زندہ ہیں، درود و سلام کا جواب دیتے ہیں، ان کو مردہ سمجھنا نصوص و روایات کے خلاف عقیدہ ہے۔

7: واقعہ معراج کو نقل کرنے والے بہت سے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی وہاں پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ ملاقات آپ کی جسمانی تھی، یہ حضرات سب عالم برزخ میں تھے، نبی کریم ﷺ عالم دنیا میں۔

8: نیز ایک حدیث میں ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ شریف سے آپ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جس بنا پر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ: انبیاء علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں۔"

"و هذا على إثبات حياة الأنبياء في القبور على شاكلة حديث ... و قد جاء عند مسلم أيضاً في صلاة موسى: مررت بموسى ليلة أسري بي عند الكتيب الأحمر، و هو قائم يصلي في قبره."

11: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہیں، آپ کی وفات میرے حجرہ میں ہوئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ: میرا جنازہ حضور ﷺ کی قبر کے سامنے حجرہ کے پاس رکھ دینا، اگر حجرہ شریف کا دروازہ کھل جائے اور روضہ شریف کے اندر سے آواز آئے کہ ابو بکر کو اندر لے آؤ، تب تو حجرہ شریف میں دفن کر دینا، ورنہ عام مؤمنین کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ شریف کے سامنے رکھ دیا گیا تو قبر شریف کے اندر سے آواز آئی: ”أدخلوا الحبيب إلى الحبيب!“ (محبوب کو اپنے محبوب کے پاس لا کر دفن دو)۔

(تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۲۸۵۔ شواہد النبوة للشيخ عبد الرحمن الجبالي، رکن سادس در بیان شواہد ودلائل...، ذکر امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، (ص: ۱۵۰) ط: نول کشور لکھنؤ)

جس سے واضح ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، اگر وہ حجرہ شریف کے اندر سے آواز دیں تو ان کو اس میں دفن دیا جائے، ورنہ نہیں، اگر وہ یہ سمجھتے کہ - نعوذ باللہ - آپ مردہ لاش ہو گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں تو کیوں کر اس طرح وصیت فرماتے؟

نیز صحابہ کرام نے اس وصیت پر عمل فرمایا، معلوم ہوا کہ اس وقت موجود تمام صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا، ورنہ یہ کہہ دیا جاتا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت خلافت شرع ہے، نعوذ باللہ آپ ﷺ مردہ لاش ہو گئے ہیں، لہذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دوسری تدبیر کی جاتی، لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے اس وصیت پر اعتراض نہیں کیا۔

خلیفہ ہمامی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا حقیقۃ حیات النبی ﷺ:

آپ جب بھی مدینہ کے باہر سفر سے واپس ہوتے، روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

ماخذ: دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر: 144112200748

تاریخ اجراء: 2020-08-01

مسئلہ حیات الانبیاء، اور قبر میں نماز پڑھنے کے ثبوت والی روایت

سوال

ہماری مسجد کے امام صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور نمازیں پڑھتے ہیں، لیکن ایک غیر عالم کو نمازیں ادا کرنے والی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے، برائے مہربانی نماز کے مطابق جتنی بھی احادیث مبارکہ اور آیات مبارکہ ہیں، اس کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں، اور ان کی حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے بھی قوی ہے، اور دیگر تمام لوگوں کی حیات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ممتاز، اعلیٰ اور ارفع ہے، اور وہ سب اللہ رب العزت کی ذات و صفات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، اور مختلف قسم کی عبادات میں مشغول ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ سب نمازوں میں مشغول ہوں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ مشاہدہ بصورت نماز ہوتا ہو اور کسی کو بصورت تلاوت ہوتا ہو اور کسی کو اور طریقہ سے، لہذا سب مشاہدہ باری تعالیٰ میں ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للسبکی، ص 206)

البتہ عالم برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادات مکلف ہونے کے اعتبار سے نہیں ہیں، بلکہ بلا مکلف ہونے کے صرف تلذذ اور لذت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ (ایضاً)

چنانچہ انبیاء کرام اپنی قبور مبارکہ میں نماز پڑھتے ہیں :

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔"

مسند البزار = البحر الزخار (13/299):

"عن ثابت، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون."

مسند أبي يعلى الموصلي (6/147):

"عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»."

[حكم حسين سليم أسد]: إسناده صحيح".

فوائد تمام (33 / 1):

"عن ثابت، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي (131 / 3):

"عن الحجاج، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

الجامع الصحيح للسنن والمسانيد (407 / 1):

"وعن أنس - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون ".

علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو نقل کر کے اس کے رواۃ کی توثیق کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للسبکی ص: 179)

اسی طرح محمد بن علی بن حرب، معاذ بن خالد، حماد بن سلمہ، سلیمان تیمی، ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

احمد بن سعید، حبلان، حماد بن سلمہ، ثابت و سلیمان، تیمی، انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔

صحيح مسلم (1845 / 4):

"حدثنا هدا بن خالد، وشيبان بن فروخ، قالوا: حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، وسليمان التيمي، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت - وفي رواية هدا بن: مررت - على موسى ليلة أسري بي عند الكتيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره ... وحدثنا علي بن خشرم، أخبرنا عيسى يعني ابن يونس، ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس، ح وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبدة بن سليمان، عن سفيان، عن سليمان التيمي، سمعت أنساً يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مررت على موسى وهو يصلي في قبره». وزاد في حديث عيسى: «مررت ليلة أسري بي»".

مسند أحمد مخرجاً (19/ 484):

"حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِي عِنْدَ الْكَتِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»."

مسند أحمد مخرجاً (21/ 214):

"حَدَّثَنَا عَفَّانٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ [ص: 215]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا أُسْرِي بِي مَرَزْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَتِيبِ الْأَحْمَرِ»."

سنن النسائي (3/ 215، 216):

"أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حَزْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَتِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَتِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي» قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «هَذَا أَوَّلَى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ وَاللَّهِ تَعَالَى أَعْلَمُ» ... أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَرَزْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَشْرَمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرَزْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»." نقط والله اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعة العلوم الإسلامية بنوري ماولان

فتوى نمبر: 143908200964

تاریخ اجراء: 2018-05-15

قبروں میں انبیاء کرام کی حیات کا حکم اور منکر حیات کی امامت میں نماز ادا کرنے کا حکم

سوال

1۔ کیا اہل سنت و الجماعت کے ہاں نبی کریم ﷺ کو روضہ مبارکہ میں حیات برزخی حاصل ہے؟ اس حیات کا تعلق جسد عرضی کے ساتھ ہے یا جسد مثالی کے ساتھ؟

2۔ حیات النبی ﷺ کے منکر (بایں معنی کہ آں حضور ﷺ کی حیات برزخی صرف روح اطہر کو حاصل ہے، جسد اطہر عرضی کو حاصل نہیں ہے، کیوں کہ منکرین حیات النبی ﷺ کہتے ہیں کہ وہ حیات النبی ﷺ کے منکر نہیں ہیں، لیکن جب ان سے تفصیل طلب کی جائے تو وہ حیات صرف روح اطہر کے لیے مانتے ہیں نہ کہ جسد اطہر کے لیے) کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

3۔ روضہ شریف کے قریب سے پڑھے ہوئے درود و سلام کو آں حضور ﷺ براہ راست سماعت فرماتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ مستند روایات سے ثابت ہے؟

جواب

1، 2۔ اہل سنت و الجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں حیات ہیں اور ان کی حیات دنیاوی حیات ہی کی طرح ہے، اور اس حیات کا تعلق جسد عرضی کے ساتھ ہے اور جو شخص اس طرح انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا عقیدہ نہ رکھے ایسا شخص فاسق کے حکم میں ہے اور فاسق کی امامت میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنے سے بھی اجتناب کیا جائے۔

3۔ واضح رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے قریب جو درود پڑھا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کو سماعت فرماتے ہیں اور جو درود دور سے پڑھا جائے وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا دیا جاتا ہے اور یہ مضمون مستند احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

سنن ابی داؤد میں ہے :

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذَلْبٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِي عِيْدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُ»."

(كتاب المناسك، دار: زياراة القصور، ج: 2، ص: 218، ط: المكتبة العصرية)

مشکاۃ شریف میں ہے :

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته». رواه البيهقي في شعب الإيمان." (كتاب الصلاة، ج:6، ص:295، ط: المكتب الاسلامي)

فتح الباری میں ہے :

"ومن شواهد الحديث ما أخرجه أبو داود من حديث أبي هريرة رفعه وقال فيه وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم سند صحيح وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا بلغته وعند أبي داود والنسائي وصححه بن خزيمة وغيره عن أوس بن أوس رفعه في فضل يوم الجمعة فأكثروا علي من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت قال إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء."

(باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها، ج:6، ص:488، ط: دار المعرفة)

السند علی المفند میں ہے :

"عندنا وعند مشائخنا : حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف وحياته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف، وهي مختصة بها وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم والشهداء لابرزخية، كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس، نص عليه العلامة السيوطي في رسالته "إنباء الأذكىاء بحياة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حياة الأنبياء والشهداء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسى عليه السلام في قبره، فإن الصلاة تستدعي جسدا حيا إلى آخر ما قال: فثبت بهذا أن حياته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ."

(المهند على المفند، ص:34، 35، ط: نفيس منزل)

فتاویٰ بنیات میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

"مسئلہ حیات النبی کے متعلق دور حاضر کے اکابر دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان :

”حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدان مقدسہ بیعینا محفوظ ہیں اور جسد عصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر ”آب حیات“ کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب جو حضرت ”مولانا رشید احمد گنگوہی“ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ”الہند علی المفند“ بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے لیے دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔“

(کتاب العقائد، ج: 1، ص: 734، 735، ط: مکتبہ بینات)

وفیہ ایضاً:

”الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے، مگر حیات دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں، ان کا اک

ابر علماء دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے، اور میں ان کو اہل حق نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔“

(کتاب العقائد، ج: 1، ص: 736، ط: مکتبہ بینات)

ان مسائل سے متعلق مزید تفصیل کے لیے فتاویٰ بینات ج: 1، ”مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ: ہمارے دارالافتاء کے اصول کے مطابق 1 فتویٰ میں 3 سے زیادہ سوالات کے جوابات نہیں دیے جاتے، لہذا مذکورہ تین سوالات کے علاوہ بقیہ سوالات کے جوابات کے لیے نئے سہرے سے سوالات جمع کروائیں اور دارالافتاء کے اصول و ضوابط کا لحاظ رکھیں۔

فقط واللہ اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعة العلوم الإسلامية بنوري مؤمن

فتوى نمبر: 144311101341

تاریخ اجراء: 2022-06-18

قبر میں حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اہمیت اسلامیہ کا اجماع (تفصیلی فتویٰ)

سوال

میں اپنے عقیدے کے حوالے سے بہت پریشان ہوں، کوئی کہتا ہے کہ: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ: زندہ نہیں ہیں، اب مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کون سا عقیدہ اپنانا چاہیے؟

جواب

صورتِ مسئلہ میں جو شخص "حیات الانبیاء" (یعنی وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات) کا منکر ہو، وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

نیز واضح رہے کہ ہمارے ہاں حیات النبی ﷺ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق متعدد سوال موصول ہوتے رہے ہیں اور سوال کے مطابق ان کے جوابات بھی جاری کیے جاتے رہے ہیں، نیز کئی لوگوں کی طرف سے یہ درخواست کی گئی کہ اس مسئلہ کا مکمل تفصیلی فتویٰ جاری کیا جائے، آپ کا سوال بھی اسی نوعیت کا ہے؛ لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے سابق رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چانگامی صاحب رحمہ اللہ کا اس مسئلہ پر خود نوشتہ تفصیلی فتویٰ جو انہوں نے (5/10/1421) کو اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے، وہ مکمل نقل کر دیا جائے، لہذا ذیل میں اسے ملاحظہ فرمائیے:

حادثاً ومصلياً ومسلماً! أما بعد:

حیات النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداء کرام کی حیات کا عقیدہ نصوص شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے، باتفاق علماء اہل سنت والجماعت خاص کر اکابرین علمائے دیوبند اس کو جماعت دیوبند کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اور اس کے خلاف منکرین حیات النبی والانبیاء والشہداء کو بدعت اور اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرین حیات النبی ﷺ کی اقتدا اور امامت کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام اور شہداء تو نصوص قرآنی، احادیث اور آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجساد و عضرہ کے ساتھ حیات دنیویہ کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے، فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم

محسوس نہیں کر پاتے، لیکن نصوص و روایات سے جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے، لہذا اس پر ایمان و عقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیات انبیاء کے حوالے سے "حیۃ النبی" کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکام شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں۔

1: مثلاً: انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کیے جاتے۔

2: انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے کسی ایمان دار کا نکاح درست نہیں، جب کہ شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں، مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے، ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

3: انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھا سکتی ہے، نہ فنا کر سکتی ہے، وہ اجسام دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں، یہی تمام علمائے اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ، اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

علمائے دیوبند سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زہیغ اور کجی یا کسی قسم کی کم زوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر خود بھی گم راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب کہ علمائے اہل سنت و الجماعت خاص کر علمائے دیوبند کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور منفتح ہے، جگہ جگہ اپنی تحریروں میں، تالیفات و تصنیفات میں واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ:

"روضۃ اقدس ﷺ پر جا کر درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک روضۃ شریف میں فرشتے پہنچاتے ہیں۔"

(امداد الفتاویٰ، ص: ۱۱۰، ج: ۵)

اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی دیوبندی اس سے اختلاف رکھتا ہے اور حیات النبی ﷺ کا منکر ہوتا ہے تو یہ اس کی ذاتی رائے اور اس کی سینہ زوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت و الجماعت کے خواص و عوام کو اس گھمنڈ اور سینہ زوری سے بچائے، ہم سب کو راہ اعتدال نصیب فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

اس کے مزید تفصیل اور دلائل کی وضاحت درج ذیل ہے:

دنیا کی حیات اور موت کی حقیقت:

تمام انسانوں کو دنیا میں آنے کے بعد اہل مستی پوری کر کے پھر ایک مرتبہ دنیوی زندگی کو خیر باد کہہ کر آخرت کی طرف جانا پڑتا ہے، نقل اور عقل کے مشاہدے سے یہ بات ثابت اور مقرر ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر اہل مستی پوری کرنے تک کی زندگی کو ”حیات دنیوی“ کہا جاتا ہے، اور یہ حیات اس لیے دی گئی ہے کہ انسان اس میں رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ایمان و عمل کو درست کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر کرے، آخرت کی ابدی زندگی کی راحت و آرام کے لیے سعی کرے، اور آخرت کے ابدی عذاب و سزا سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرے؛ کیوں کہ بعض روایت میں ہے کہ: دنیا اور دنیا کی چیزوں کو انسان کے واسطے بنایا گیا مگر انسان کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے:

"الدنيا مزرعة الآخرة".

(المقاصد الحسنة للسخاوي، حرف الدال المهملة، [رقم الحديث: ٤٩٥] (ص: ٢٥٥) ط:

دارالكتب العلمية بيروت. ٢٠٠٣م-١٤٢٤ھ).

ترجمہ: ”دنیا آخرت کے واسطے کھیتی کی جگہ ہے۔“

جو لوگ یہاں سے ایمان و عمل درست کر کے جائیں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام اور آخرت کی نعمتوں میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان و اعمال کو خراب کریں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور سزا بھگتیں گے۔

تو انسان جب دنیوی حیات پوری کر کے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو بیچ کی گھاٹی موت آتی ہے، موت کے بعد جب قبر کی زندگی شروع ہوتی ہے تو قبر میں سوالات ہوتے ہیں کہ: دنیوی زندگی اللہ و رسول کے احکام کے مطابق گزاری ہے یا اللہ و رسول کے احکام کے خلاف گزاری ہے؟ اس پر ابتدائی سوالات اور پوچھ گچھ ہے:

پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ: تمہارا رب کون ہے؟

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ: تمہارا دین اور مذہب کیا ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ: تمہاری دینی رہنمائی کے لیے جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟

انسان اگر ان سوالات کے جوابات میں کامیاب ہوتا ہے تو گویا ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی سے ہم کنار ہونے کی امید ہوتی ہے اور راحۃ کی زندگی شروع ہوتی ہے، انسان قبر میں راحۃ کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے اور جب انسان قبر کے سوالات و جوابات میں ناکام ہوتا ہے اور ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، بلکہ سوال کے جواب میں صاف جواب دیتا ہے کہ: میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر قبر کی زندگی ہی سے تکلیف والے حالات پیش آنے لگتے ہیں، یہیں سے پریشانی کی زندگی شروع ہوتی ہے، ابتدائی عذاب و سزا کا معاملہ شروع ہوتا ہے، انسان ان کو بھی محسوس کرتا ہے۔ نصوص و احادیث میں ان کی تفصیلات موجد ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ : انسان مرنے کے بعد ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف جاتا ہے، دونوں زندگیوں کے درمیان موت پل کی طرح ہوتی ہے، مرنے کے بعد قبر میں اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے، اگر انسان ایمان دار ہے تو ابتدائی سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے اور قبر میں وہ راحت و آرام کی زندگی گزارتا ہے، اور انسان کا حال اگر بُرا ہوتا ہے تو سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، موت میں سختی اور پھر قبر میں سختی ہوتی ہے۔

حدیث مبارک میں ہے :

"القبر حُفْرَةٌ من حفرة النار، أروضة من رياض الجنة".

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للسيوطي، باب فضاة القبر وسهولته

وسعته على المؤمن، (ص: ۱۵۳) ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

دنیا کی زندگی ایمان و عمل کی زندگی ہوتی ہے، قبر کی زندگی، قیامت کبریٰ (حساب و کتاب) تک کے زمانہ کی ہوتی ہے، اس کو "عالم برزخ" کی زندگی کہا جاتا ہے، یہ اخروی زندگی کا ابتدائی حصہ ہے، اس "عالم برزخ" میں انسان اور اس کی روح (جو کہ اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں ہوتی ہے) سے تعلق و ربط ہوتا ہے، آدمی نیک ہو تو جنت کی خوش بو، ہوا اور نعمتوں سے مستمتع ہوتا ہے اور اگر بد ہوتا ہے تو جہنم کی بدبو، گرم ہوا اور دوسری تکالیف سے متاثر اور رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔

رہا یہ کہ دنیا کے انسانوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا، اس کا پتا نہیں چلتا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان "عالم دنیا" میں ہوتے ہوئے "عالم آخرت" کے امور کو محسوس کرے، اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ". [البقرة: ۱۵۴]

ترجمہ : "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں، ان کو تم مردار مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ زندگی کا شعور تمہیں نہیں ہے۔"

تم کو ان کی حیات کا احساس نہیں ہوتا اور عدم احساس یہ عدم حیات کی دلیل نہیں ہے، جب کہ رب العالمین نے اعلان فرمادیا ہے کہ وہ زندہ ہیں، تمہیں اس کا شعور نہیں ہے؛ لہذا ہر ایمان دار کو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر اور گم راہی ہے۔ جب تقریر مذکور سے واضح ہوا کہ دنیوی حیات، عارضی حیات اور فانی ہے، اس کے بعد ہر انسان کو موت آنی ہے، سفر آخرت میں جانا ہے۔

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ". [العنكبوت: ۵۷]

ترجمہ : "ہر جان دار، موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔"

موت، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان پل کی طرح ہے، اس سے انسان ختم نہیں ہوتا، فنا نہیں ہوتا، بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اس سے موت کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی اور ”عالم برزخ“ کا مفہوم بھی معلوم ہو گیا، دوسرے عالم (عالم آخرت) کے دو حصے ہیں: پہلا حصہ جو کہ عالم برزخ اور قبر کی زندگی ہے، انسانی روح وہاں لوٹا دی جاتی ہے تاکہ سوالات و جوابات ہوں، پھر اعلیٰ علیٰ علین یا اسفل السافلین میں اسے رکھ دیا جاتا ہے، مگر جسم کے ساتھ روح کا تعلق و ربط بدستور رہتا ہے، ارواح کے ساتھ اچھا اور برا جو کچھ ہوتا ہے، اجسام بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، اگرچہ دنیا کے انسان کو اس کی خبر اور شعور نہیں ہوتا۔

احادیث میں قبر کے اندر انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا اور بہت سے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا تلاوت کرنا اور بہت سے انسانوں پر سانپ کا مسلط کر دیا جانا، عذاب اور سزا کا معاملہ چلنا ثابت ہے۔ اور یہ برزخی حیات کی زندگی تمام انسانوں کے لیے مقرر اور متعین ہے۔

یہاں پر ایک دوسری چیز کا جاننا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ: ”عالم دنیا“ میں جیسا کہ سارے انسان ایک ہی درجہ کے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے درجات اور مراتب متفاوت ہوتے ہیں، ان میں نیک ہوتے ہیں اور نیکیوں میں بھی سب برابر نہیں ہوتے، بلکہ الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں، بعینہ اسی طرح ”عالم برزخ“ اور ”عالم آخرت“ کی زندگی جو کہ دائمی اور ہمیشہ کی زندگی ہے، اس میں بھی انسان الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں۔

کچھ انسان تو اعلیٰ ترین ذات و صفات کے مالک ہوتے ہیں، جیسے: انبیاء علیہم السلام، پھر صدیقین و شہداء کے درجات ہوتے ہیں، پھر صالحین اور عام مؤمنین کے درجے ہوتے ہیں، تو جو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات و صفات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین انسان ہوتے ہیں، ان کو بھی موت آتی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے:

"إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّكُمْ بِئُتُونَ" [الزمر: ۳۰]

ترجمہ: ”آپ نے بھی مرنا ہے اور دوسروں نے بھی۔“

لیکن انبیاء علیہم السلام کی موت دوسرے انسانوں کی موت کی طرح نہیں، انبیاء علیہم السلام بھی عالم برزخ اور قبر میں رہتے ہیں، لیکن دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان کا بھی حشر ہوگا، لیکن دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، ان کا بھی حساب و کتاب ہوگا، مگر دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، اس فرق مراتب کو سمجھنا بہت ضروری ہے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے:

”گر فراق مراتب نہ کنی زندیقی“

حدیث مبارک میں ہے:

"أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ".

(سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، (2/665) ط: مير محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ”ہر انسان کو اپنے اپنے مقام پر رکھو۔“

لہذا انبیاء علیہم السلام کو انبیاء کرام کی جگہ پر، صدیقین و شہداء کو ان کے مقام پر، عام صالحین اور مومنین کو ان کی جگہ پر رکھیں، جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تیسری بات یہ بھی جان لو کہ:

انبیاء علیہم السلام جو کہ اعلیٰ ترین انسان ہیں، ان کے اوپر انسانوں کا اور کوئی درجہ نہیں ہے، تو ان کی حیات برزخی اور عالم آخرت کی حیات بھی اعلیٰ ترین حیات ہوگی، عام انسانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارفعیت اور بلندی کا اندازہ نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو ارفع و اعلیٰ انسان بنایا ہے، وہی ان کے مراتب کو جانتا ہے، یہی حال ان کی حیات برزخیہ کا ہے، وہ بیک وقت عالم بالا میں مشاہدہ حق جل تعالیٰ سے بھی متمتع ہوتے ہیں اور عالم سفلی میں زمینی مخلوق سے بھی ان کا ارتباط ہوتا ہے۔ پھر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سید الانبیاء و خاتم النبیین ﷺ کی بلندی درجات اور شان رفعت کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے، وہ اللہ ہی جانتا ہے، عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عام انسان اس ذات ستودہ صفات کے نہ کمالات کو احاطہ کر سکتا ہے، نہ اس کے مقامات عالیہ کا ادراک کر سکتا ہے، نہ کسی کو اس کی پوری محامد اور تعریف کی قدرت ہے تو ایسی ذات با صفات کی حیات برزخیہ کا پورا اندازہ کون کر سکتا ہے، اسی واسطے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے:

”مناجاتے اگر بامید بیان کر دہ بیتے ہم قناعت می توان کرد : : محمد از تومی خواہم خدا را خدا یا از توجب مصطفیٰ را“

مگر نفس انسانی کی حیات بعد الممات اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ بعد از وفات کے عقیدہ کا ثبوت نصوص و روایات سے ملنے کے ساتھ ساتھ درایت سے بھی ثابت ہے؛ کیوں کہ ہر ذی عقل و ذی فہم بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ کی زندگی میں کلمہ پڑھا یا بعد میں پڑھا اور قیامت تک کلمہ پڑھے گا، ان سے میں ہر شخص آپ کی زندگی میں آپ کو جس طرح رسول سمجھتا ہے، اسی طرح آپ کی وفات کی بعد بھی آپ ﷺ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور رسول جسم و روح دونوں چیزوں کا نام ہے، جیسے دنیا میں وہ جسم مع الروح رسول تھے، وفات کے بعد بھی عالم برزخ میں ”جسم مع الروح“ رسول ہیں، رسول یا رسول کا کوئی حصہ فنا نہیں ہو سکتا اور یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے، سب رسول اپنے اجسام عنصریہ اور ارواح کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں۔ سب پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے رسولوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شرائع ہمارے رسول ﷺ کے بعد منسوخ ہو گئی ہیں، لیکن رسول اور انبیاء حضرات اپنے منصب رسالت و نبوت پر پھر بھی فائز ہیں، اس لیے قیامت تک آنے والے انسانوں پر تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے، وہ اپنی دنیوی

زندگی میں رسول اور نبی تھے، دنیا سے جانے کے بعد بھی عالم برزخ میں رسول و نبی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔
جس سے حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیات النبی ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں :

واضح رہے کہ وفات کے بعد، عالم برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ”ادلہ اربعہ“ سے ملتا ہے، یہاں بطور نمونہ چند نصوص قرآنی اور احادیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں :

1: اللہ تعالیٰ کا قول :

"وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَنْجَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ" - [الزخرف: 45]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ : اس آیت سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔
چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"يستدل بهذه الآية على حياة الأنبياء..." الخ

(مشكلات القرآن، ص: ۲۳۴، الدر المنثور، ج: ۶، ص: ۱۶، روح المعانی، ج: ۲۵، ص: ۸،
مجموعۃ رسائل کشمیری، مشكلات القرآن للإمام الشیخ أنور شاہ کشمیری،
[الزخرف: ۴۵] (۴/۳۷۷) ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية کراچی۔ ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶م)

: 2

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مَرْيَةٍ مِنْ نَقَائِهِ . . الآية - [آل عمران: 23]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ : "معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی
کئی بار، آپ ﷺ اس وقت حیات تھے، آپ کی ملاقات جبرائیل سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے
تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جبرائیل کے ساتھ ہوئی، اس لیے "مِنْ لِقَائِهِ" فرمایا "من لقاء روحه"
نہیں فرمایا تو ملاقات "صراحت النص" سے ثابت ہے اور حیات الانبیاء "اقتضاء النص" سے ثابت ہے۔ اصول میں
دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔"

3: شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَقْتُلُوا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ عَلٰى أَخْيَارٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُفْتِنُ الَّذِينَ لَا تَفْقَهُونَ" - [البقرة]

4: دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا عَلٰى أَخْيَارٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُحْيُونَ" - [آل عمران]

یہ دونوں آیات حیاتِ شہداء کے بارے میں نازل ہوئیں۔ شہداء کے بارے میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مردار ہو گئے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ان کی تردید فرمائی کہ:

”جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ہیں، تم لوگ انہیں نہ مردہ سمجھو، نہ مردہ کہو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں۔“

5: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وإذ اثبت أنهم أحياء من حيث النقل، فإنه يقويه من حيث النظر كون الشهداء بنص القرآن، والأنبياء أفضل من الشهداء."

(فتح الباري للحافظ ابن حجر العسقلاني، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: { واذكّر

في الكتاب مريم... } (6/488) ط: رئاسة إدارات البحوث العلمية... بالسعودية)

یعنی جب شہداء کے بارے میں ازروئے نص اور نقل حیات ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے افضل ہیں، ان کے درجات اعلیٰ و ارفع ہیں تو صراحۃ النص سے حیاتِ شہداء ثابت ہوئی اور دلالتِ النص سے حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں؛ کیوں کہ شہیدوں کی شہادت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے اور ان کا درجہ انبیاء علیہم السلام سے دو درجہ بعد کا ہے، ان کی حیات جب صراحتِ قرآن سے ثابت ہے تو انبیاء کی حیات دلالت اور اقتضاء النص سے ثابت ہے۔

5: حق تعالیٰ قرآن مجید کے اندر فرماتے ہیں:

{ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا } [الاحزاب: 56]

ترجمہ: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر (ان کی دنیوی زندگی میں اور برزخ کی زندگی میں ہر حال میں ان پر) درود بھیجا کرو، سلام بھیجا کرو۔“

اللہ تعالیٰ بذاتِ خود جی و قیوم ہے اور اپنے حبیب محمد ﷺ پر درود بھیج رہا ہے، اپنے نبی کی طرف رحمتوں کے ساتھ متوجہ ہے، کیا حبیب اور نبی کے لیے یہ شان مناسب ہے کہ وہ بے جان مردہ پڑا رہے اور اپنے آقا سے لاطلق اور بے حس پڑا رہے، ہرگز نہیں ہو سکتا، بلکہ آپ کی اخروی اور برزخی حیات تو عالمِ علوی کے لحاظ سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ترین حیات ہے، آپ کا مشاہدہ باری اور آپ کا ربط و تعلق حق تعالیٰ سے ”عالمِ برزخ“ میں تو ”عالمِ دنیا“ سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز خالق کائنات تو ازروئے اکرام اپنے نبی پر درود بھیجے، فرشتوں کے ذریعہ اکرام کرتے ہوئے درود و سلام بھیجے، اور وہ تمام انسانوں کو اکرام کا حکم دیں کہ اپنے نبی و حبیب ﷺ کا اکرام درود و سلام کے ساتھ کریں، ہمیشہ کریں، ”عالمِ دنیا“ میں کریں اور ”عالمِ برزخ“ میں جائیں۔ ان کے لئے کہیں، درود و سلام بھیجا کریں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا اکرام کیا

جارہا ہے اس کو پتا نہ ہو، وہ اس سے بے خبر ہو، اسی واسطے تو آپ ﷺ نے اپنی دنیوی حیات میں ہوتے ہوئے ان سب سوالوں کے جوابات دے دیے تھے اور فرمادیا تھا کہ قریب سے درود پڑھنے والوں کے ”درود و سلام“ کو آپ بلا واسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے ”درود و سلام“ بھیجنے والوں کے ”درود و سلام“ کو بذریعہ فرشتے آپ کو پہنچایا جاتا ہے، تو آیت صلوٰۃ و سلام سے بھی حیات النبی ﷺ کا ثبوت ”دلالة النص“ اور ”اقتضاء النص“ سے ملتا ہے۔

حياة النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

1: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون".

(شفاء السقام في زيارة خير الأنام للسبكي، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الثالث في سائر الموثى...، (ص: ۱۸۰) ط: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حیدرآباد دکن)

ترجمہ: ”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں۔“

(وكذا في فتح الباري لابن حجر العسقلاني، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: {وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَذْمُومِينَ...} (6/487) ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء ... بالسعودية)

(وكذا فتح الملهم للشيخ العثماني، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله، وفرض الصلاة...، (۱/۳۲۹) ط: مدينة باريس بجنور)

مجمع الزوائد میں ہے :

"رجالہ الثقات." (ص: ۱۸۸، ج: ۸)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصح خبر الأنبياء أحياء في قبورهم." (مرقاۃ، ص: ۲۱۲، ج: ۲)

فیض القدیر میں ہے :

"وهذا حديث صحيح." (ص: ۱۸۴، ج: ۳)

مدارج النبوة میں ہے :

"ورجال حديث أنس في مسند أبي يعلى ثقات." (ص: ۲۴۴، ج: ۲)

علامہ شوکانی نے لکھا ہے :

"وقد ثبت في الحديث: أن الأنبياء أحياء في قبورهم. رواه المنذري وصححه البيهقي". (ص: ۲۱۴، ج: ۳)

2: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

(سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، (۱/۲۷۹) ط: مير محمد كتب خانہ کراچی)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، [رقم الحديث: ۱۰۷۵۹] (۹/۵۷۵) ط: دار الحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ: "کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھتا ہو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔"

یعنی ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والا جو قبر شریف پر آکر "صلوٰۃ وسلام" پڑھتا ہے، اس کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کا "ملا اعلیٰ" سے جسد اطہر کے ساتھ اس طرح اتصال کر دیتے ہیں کہ سب کے "صلوٰۃ وسلام" کا جواب دیا جاسکے، ظاہر ہے دن و رات لاکھوں فرشتے، انسان اور جن آپ کی قبر شریف پر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سب کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ اتصال الروح مع الجسد کے بدون ممکن نہیں۔

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہ روایت صحیح ہے :

"وَرَوَاهُ ثِقَاتٌ". (فتح الباری: ۶/۲۷۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصححه النووي في الأذكار". (تفسير ابن كثير: ۳/۵۱۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے :

"هو حديث جيد". (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴/۳۰۶)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رَوَاهُ ثِقَاتٌ". (عقيدة الاسلام، ص: ۵۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وَرَوَاتُهُ ثِقَاتٌ". (فتح المصنوع: ۳۳/۱)

تو حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبر شریف میں جد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے کے "صلوٰۃ وسلام" کا جواب دیتے ہیں، البتہ جو دور سے "صلوٰۃ وسلام" بھیجتے ہیں، فرشتے کے ذریعے ان کے "صلوٰۃ وسلام" کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ جواب دیتے ہیں۔ جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل آرہی ہے۔

3: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الضُّعْفَةُ، فَأَكْتَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَغْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ تُغَرِّضُ صَلَاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: بَلَيْتَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَحَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ".

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب الجمعة، (۱/۱۵۰) ط: مير محمد

کراچی۔ سنن النسائي، كتاب الجمعة، إكثار الصلاة على النبي، (۲۰۳-۲۰۴) ط: قديمی

(کراچی)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے افضل ترین ایام میں سے ”یوم جمعہ“ ہے، اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز ان کی وفات ہوئی، اسی روز ”نفرہ اولیٰ“ ہوگا اور اسی روز میں ”نفرہ ثانیہ“ ہوگا، اس جمعہ کے روز تم لوگ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ: صحابہ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ! بعد وفات دیگر اموات کی طرح آپ بھی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ پس آپ نے فرمایا: اللہ نے زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کر دیا ہے، زمین ان کو کھا نہیں سکتی، فنا نہیں کر سکتی۔“

دیکھیے حدیث میں صرف ”حیات النبی الافی“ کا ذکر نہیں، بلکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کا ذکر فرمادیا، اور ساتھ ساتھ اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ عالم دنیا کے مشاہدے میں جو چیز آتی ہے کہ میت قبر میں مرو زمانے کی وجہ سے ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہو جاتی ہے، کسی سوال و جواب کے قابل نہیں رہتی، تو صلوٰۃ وسلام کا جواب آپ کیسے دیں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اصول اور ضابطہ بتا دیا کہ مٹی انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک کو کھا نہیں سکتی، لہذا جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی حال ہے کہ سب کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اجساد و عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور آپ ﷺ تو سید الانبیاء ہیں تو آپ کی حیات تو بطریق اولیٰ ثابت ہوگی تو درود و سلام کے جواب دینے میں کچھ اشکال باقی نہ رہا، یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا :

"صَحَّحَ ابْنُ خَزِيمَةَ وَغِيْرَهُ". (فتح الباری: ۲۷۹، پارہ: ۶/۲۰)

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"صَحَّحَ عَنْهَا أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". (عمدة القاری: ۶/۶۹)

شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"حديث صحيح". (مدارج النبوة: ۲/۹۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"فهو على شرط الصحيحين". (مسند رک حاکم: ۵۶۰)

محدث العصر علامہ محمد نور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا :

"فإنه صحَّحَ عَنْهَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَحَدِّمُ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ". (خزان الاسرار: ۱۹)

جب صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا ہے کہ اجسام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر حرام کر دیے گئے ہیں، انہیں مٹی نہیں کھا سکتی، اس کے باوجود منکرینِ حیات النبی ﷺ کا یہ کہنا ہے کہ قبر شریف میں - نعوذ باللہ - آپ ﷺ دیگر مردوں کی طرح مردہ ہیں، درود و سلام کو نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں، بڑی جرأت کی بات ہے، ہمارے نزدیک یہ باتیں ایمان اور ایمانی تقاضے کے خلاف ہیں۔

4: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

"فَقَبِيْهُ اللّٰهُ حَيٌّ يُّزْرَقُ".

(سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنها (ص: ۱۱۸) ط: قدیمی

کراچی)

ترجمہ: "پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔"

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رجاله ثَقَاتٌ". (فیض القدیر: ۲/۸۷)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وروى ابنُ ماجه بِرِجَالٍ ثِقَاتٍ". (زرقانی شرح مواہب: ۵/۲۳۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں .

"قلت: رجاله ثقات". (تهذيب التهذيب: ۳۹۸/۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ روایت فرماتے ہیں کہ: اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، دونوں لفظ قابل غور ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وفات عام مردوں کی طرح نہیں ہیں، بلکہ جس طرح شہداء کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں، ان کو تم لوگ مردہ نہ کہو، نہ مردہ سمجھو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں، ان کو جنت میں رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے ہیں، ان سب کو رزق ملتا ہے، یہ بات آپ نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ یہ سماعی چیزیں ہوتی ہیں، سب نے نبی علیہ السلام سے سن کر فرمایا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، معنی و مفہوم بالکل واضح ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے، نہ اس کی گنجائش ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث یوم جمعہ کو کثرت درود کی فضیلت کے بارے میں ہے، جس میں جمعہ کی فضیلت، نبی علیہ السلام کے مقام محبوبیت اور بعد وفات آپ کی حیات کا ذکر موجود ہے، اور یہ کہ دنیوی حیات اور برزخی حیات برابر نہیں، بلکہ برزخی حیات دنیا کی حیات سے قوی تر ہے۔

5: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَيَّاحِينَ يَبْلُغُونَنِي مِنْ أَمْتِي السَّلَامَ."

(سنن النسائي، كتاب السهو، باب التسليم على النبي، (۱/۱۸۹) ط: قديمي كراچی۔ المسند للإمام أحمد بن حنبل، مع التعليق لأحمد محمد شاكر، مسند عبد الله بن مسعود، [رقم الحديث: ۳۶۶۶] (۳/۵۳۶) ط: دار الحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ: "نبی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں، جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔"

علامہ محدث بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رواه البزار ورجاله رجال الصحيح". (مجمع الزوائد: ۲۴/۲)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رواه أحمد والنسائي والدارمي وأبو نعيم والبيهقي والخلي وابن حبان والحاكم في صحيحيهما، وقال: صحيح الإسناد". (القول البدع: ۱۱۵)

فتاویٰ میں حضرت عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَبُتُوْا تَرْسِيْدَه اَيْنَ مَعْنَى -" (ص: ۶۹، ج: ۲)

ترجمہ: ”معنی کے لحاظ سے یہ حدیث، حد تو ترک کو پہنچی ہوئی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدام صحابہ میں سے ہیں، فقیہ و محدث ہیں اور ان صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فتویٰ اور مسائل پوچھنے کو فرمایا تھا، آپ معتدترین صحابہ میں سے ہیں، آپ کی روایت میں ہے کہ روئے زمین میں کچھ فرشتے گشت لگاتے ہیں، جو کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک درود و سلام پہنچاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ روح کو پہنچاتے ہیں، جس سے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ مع جسدِ عمری قبر شریف میں حیات اور زندہ ہیں، بالفرض آپ (نعوذ باللہ) مردہ اور آپ کا جسم مبارک ریزہ ریزہ ہو جاتا تو درود و سلام کیسے پہنچایا جاتا؟ اس قسم کی بات کرنے والوں کو ذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے، جب کہ نقل اور حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ تک سلام پہنچایا جاتا ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں۔

دیکھیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ درود کی روایت کو بیان فرماتے ہیں:

6: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

"قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ بَعِيدٍ أَغْلِظْتُهُ".

(جلاء الأفهام في الصلاة والسلام على خير الأنام للحافظ ابن القيم الجوزية، باب ماجاء في الصلاة على رسول الله، (ص: ۱۹) ط: دار الطباعة المحمدية بالأزهر بالقاهرة)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی میری قبر پر درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود و سلام پڑھا تو بواوسط فرشتہ مجھے بتلا دیا جاتا ہے۔“

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"بسنده جيّد". (فتح الباری: ۶/۳۵۲)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وسنده جيّد". (القول البدیع، ص: ۱۱۶)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بسنده جيّد". (مرقات: ۲/۱۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرما۔ تے ہیں۔

"وسندہ جید". (فتح الملہم: ۱/۲۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین فی الحدیث میں سے ہیں، سب سے زیادہ حدیث آپ ﷺ کی، آپ ہی کے ذریعہ مروی ہیں، شب و روز، سفر و حضر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ کے انفاس قدسیہ، کلمات طیبہ کو یاد کرنے والے اور لکھنے والے تھے، روایت بذکور بھی انہیں کی مرویات میں سے ہے اور روایت صحیح ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قریب سے درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ بنفس نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ قبر شریف میں آپ زندہ ہیں؛ کیوں کہ زندگی کے بغیر سنا اور جواب دینا محال ہے، تو ثابت ہوا کہ آپ قبر شریف کے اندر زندہ ہیں، روح مبارک کا تعلق جسد اطہر سے بدستور قائم ہے۔

اس سے قبل مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجساد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مٹی پر حرام ہیں، تو آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ زندہ ہیں، درود و سلام کا جواب دیتے ہیں، ان کو مردہ سمجھنا نصوص و روایات کے خلاف عقیدہ ہے۔

7: واقعہ معراج کو نقل کرنے والے بہت سے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی وہاں پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ ملاقات آپ کی جسمانی تھی، یہ حضرات سب عالم برزخ میں تھے، نبی کریم ﷺ عالم دنیا میں۔

8: نیز ایک حدیث میں ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روح شریف سے آپ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جس بنا پر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ: انبیاء علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں۔"

"و هذا على إثبات حياة الأنبياء في القبور على شاكلة حديث ... و قد جاء عند مسلم أيضاً في صلاة موسى: مررت بموسى ليلة أسري بي عند الكتيب الأحمر، و هو قائم يصلّي في قبره."

(عقيدة الإسلام للعلامة الكشميري، إن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون، (ص: ۳۵) ط: حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

9: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تیسری حدیث روایت کرتے ہیں:

"قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِي عَيْدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُبَلِّغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ."

(مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها، الفصل الثاني، (ص: ۸۶)

ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ: ”تم لوگ اپنے گھروں کو قبر کی طرح خاموش گھر نہ بناؤ، بلکہ اس میں نماز، تلاوت وغیرہ کیا کرو، اور یہ کہ میری قبر کو میلہ مت بناؤ، اور یہ کہ تم لوگ مغرب یا مشرق میں جہاں بھی ہو، مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ ہر شخص کا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔“

10: حدیث شریف میں ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں نزول فرمائیں گے، حج و عمرہ کے بعد روضۃ اطہر ﷺ کے پاس زیارت کے لیے جائیں گے اور آپ ”درود و سلام“ پڑھیں گے اور نبی علیہ السلام ”درود و سلام“ کا جواب بھی دیں گے۔

وإني أولى الناس بعيسى بن مريم... وإنه نازل... ثم تقع الأمانة على الأرض... وأخرج الحاكم وصححه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله: ليهبطن ابن مريم حكما، عدلا، وإماما مقسطا، وليسكنن فجأ حاجا أومعتمرا وليأتينن قبدي، حتى يسلم علي ولأردن عليه... الخ

(عقيدة الإسلام للعلامة الشيخ الكشميري، إن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون...،

(ص: ۳۶) ط: حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احادیث کو نقل کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور آسمان سے اتریں گے، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، وہ اس وقت سب کے پیشوا ہوں گے اور دو دروازے سفر کر کے جب حج و عمرہ سے فارغ ہوں گے تو روضۃ اطہر ﷺ کے پاس حاضری دیں گے اور آپ ﷺ ان کے صلوٰۃ و سلام کا جواب دیں گے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تب ہی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے درود و سلام کا جواب دیں گے۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ:

11: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہیں، آپ کی وفات میرے حجرہ میں ہوئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ: میرا جنازہ حضور ﷺ کی قبر کے سامنے حجرہ کے پاس رکھ دینا، اگر حجرہ شریف کا دروازہ کھل جائے اور روضۃ شریف کے اندر سے آواز آئے کہ ابو بکر کو اندر لے آؤ، تب تو حجرہ شریف میں دفن کر دینا، ورنہ عام مؤمنین کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ چنانچہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ شریف کے سامنے رکھ دیا گیا تو قبر شریف کے اندر سے آواز آئی: ”أدخلوا الحبيب إلى الحبيب!“ (محبوب کو اپنے محبوب کے پاس لا کر دفنادو)۔

(تفسیر ابن کثیر: ۲۸۵/۵۔ شواہد النبوة للشیخ عبدالرحمن النجاشی، رکن سادس در بیان شواہد ودلائل...، ذکر امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، (ص: ۱۵۰) ط: نول کشور لکھنؤ)

جس سے واضح ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، اگر وہ حجرہ شریف کے اندر سے آواز دیں تو ان کو اس میں دفن دیا جائے، ورنہ نہیں، اگر وہ یہ سمجھتے کہ - نعوذ باللہ - آپ مردہ لاش ہو گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں تو کیوں کر اس طرح وصیت فرماتے؟

نیز صحابہ کرام نے اس وصیت پر عمل فرمایا، معلوم ہوا کہ اس وقت موجود تمام صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا، ورنہ یہ کہہ دیا جاتا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت خلاف شرع ہے، نعوذ باللہ آپ ﷺ مردہ لاش ہو گئے ہیں، لہذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دوسری تدبیر کی جاتی، لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے اس وصیت پر اعتراض نہیں کیا۔

خلیفہ مہاشی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ:

آپ جب بھی مدینہ کے باہر سفر سے واپس ہوتے، روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا، کسی شخص نے کنکری ماری، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پیچھے کھڑے ہیں، آپ نے مجھے فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ، میں جا کر ان کو آپ کے پاس لے آیا، آپ نے ان س

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر: 144207201082

تاریخ اجراء: 2021-03-03

عقیدہ حیات النبی

سوال

پاکستان اور دیگر ممالک میں عقیدہ حیات النبی کو لے کے بہت زیادہ فساد اور جھگڑا بنا ہوا ہے۔ عوام الناس اعمال کو چھوڑ کر اس بات پر پورا وقت صرف کر رہی ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلے کا مکمل حل عالمی طور پر شائع کر کے عوام کو اس مسئلے سے نکالا جائے تاکہ لوگ اعمال پر توجہ دے سکیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم Fatwa ID: 325-256/Sd= 4/1438 اس مسئلہ کے بارے میں بس اجمالی طور پر اتنا عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں با حیات ہیں، باقی حیات کی نوعیت کیا ہے؟ اس بارے میں ہم سے آخرت میں کوئی پوچھ نہیں ہوگی اور دنیا میں بھی ہم اس بات کی تحقیق کے مکلف ہی نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 148322

تاریخ اجراء: Jan 29, 2017

عقیدہ حیات النبی ﷺ

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ ہمارے علاقے میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں تنازعہ شدت اختیار کر چکا ہے
لوگ تین مختلف نظریات رکھتے ہیں اور تینوں اس بات پر مصر ہیں کہ ان کا نظریہ ہی علماء دیوبند کا عقیدہ ہے
ایک گروہ کا کہنا ہے رسول امین ﷺ عام انسانوں کی طرح اپنی قبر میں حیات برزخی رکھتے ہیں روح عالم برزخ میں ہے۔
ہم جو سلام کرتے ہیں وہ روح کو پہنچا دیا جاتا ہے۔
دوسرے گروہ کا کہنا ہے ہمارے نبی ﷺ اپنی قبر میں اپنے جسم عھضری کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمارے سلام کو وہ خود
سننے ہیں۔

تیسرا گروہ مطلقاً حیات کا منکر ہے

اب سوال یہ ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کا عقیدہ اس بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں کیا ہے؟

کیا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

چونکہ یہ درسگاہ اکابر علمائے دیوبند کی قائم کردہ ہے اور ان کے نظریات پر کاربند ہے اس لئے ہمارے علاقہ کے لوگ
اختلافات میں کشیدگی آجانے کے بعد آپس میں یا مقامی علماء پر اعتماد کے بجائے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی جانب سے
جواب کے منتظر ہیں

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم U-1/1436-Sd=10-10 Fatwa ID:

عقیدہ حیات النبی کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا ایک مفصل و مدلل فتویٰ منسلک ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

حیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

سوال: (۸)۔ براہ کرم "حیات النبی" کی حقیقت اور اس کی تفصیلات کے سلسلے میں احادیث کے حوالے بتائیں؛ کیوں کہ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، میں حوالے اور تفصیلات چاہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب وباللہ التوفیق : حامد اوصلیا و مسلماً :

مذکورہ بالا مسئلے میں محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام قبر میں زندہ ہیں اور اس پر بہت سے دلائل قائم ہیں۔ اخرج الإمام أبو داود في أبواب البعثة : عن أوس بن أوس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أفضل أيامكم يوم البعثة، فيه خلق آدم، إن الله عز وجل حرم على الأرض أجساد الأنبياء (وفي شرحه بذل الجمود : ۲/۱۶۰) أبواب تفریع البعثة (من أن تأكلها؛ فإن الأنبياء في قبورهم أحياء۔ أبو داود شریف میں حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) فرمایا : کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے، انبیاء کرام کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا، اور ابو داؤد کی شرح ”بذل الجمود“ میں حدیث مذکور کی تشریح میں لکھا ہے کہ اللہ نے زمین پر، انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا؛ اس لیے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور ”شرح الصدور بمشرح حال الموتی“ ۱۸۶/۱ ط : دار المعرفۃ لبنان میں ہے ”أخرج أبو يعلى والبيهقي وابن منده عن أنس رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون۔“

ترجمہ : شرح الصدور مؤلفہ علامہ سیوطی میں حضرت انس کی ایک روایت ابو یعلیٰ بیہقی وغیرہ کے حوالے سے نقل کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ وفي المسند على المفيد العلامة خليل أحمد النهار نفوري : ۴۳، عندنا وعند مشايخنا حضرة الزبائدي رضي الله عنه وسلم حي في قبره الشريف، وحياته صلى الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مغمضة به صلى الله عليه وسلم، وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم، والشهداء لا برزخية كما هي حاصله لسائر المسلمين؛ بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته ”إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء“ حيث قال : قال الشيخ تقي الدين السبكي : حياة الأنبياء والشهداء في القبر كحياة تم في الدنيا ويشهد له صلاة موسى عليه السلام في قبره؛ فإن الصلاة تستدعي جسدًا حيًا إلى آخر ما قال : فنبت هذا أن حياته دنيوية برزخية كحياة في عالم الأرواح الخ۔

ترجمہ : حضرت مولانا خليل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں : ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں؛ بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ”إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء“ میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقي الدين سبكي نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے؛ کیوں کہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے، اور اس معنی کر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(چند اہم عصری مسائل)

والله تعالى اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 56440

تاریخ اجراء: Nov 9, 2014

عقیدہ حیات النبی ﷺ

سوال

آپ سے عقیدہ حیات النبی کے صارے میں فتویٰ معلوم کیا تھا جواب موصوف ہوا، سوال کا ایک جز ہنوز جواب طلب ہے وہ کہ کیا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم U=2/1436-78-78 Fatwa ID:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا تاویل انکار کرنے والا بدعتی ہے، ایسے شخص کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 56944

تاریخ اجراء: Dec 2, 2014

S No: ===== 950
Fatwa No: ===== ۲۶۰۸۷
Date: ===== 19/4/2005

NAME :>> Shahid Bashir
ADDRESS :>> Karachi
EMAIL :>> shahidb@gmail.com
SUBJECT :>> Hayat Anbya

QUESTION :>> Hazara Muhammad Sawallaho alai wasalam kay baray main maslak deatvandi main HAYATI Or MUMMATI kia hai?

الجواب حامداً ومصليناً

تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ حیات برزخی ہے جو مثل حیات دنیاوی بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ اور محدثین کے اقوال سے واضح ہوتا ہے۔

عن النس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الانبياء احياء في قبورهم يصلون (حزب القلوب ص ۱۸، معارج النبوة ص ۴۴)

عن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حياتي خير لكم تحذرون وتحذرون لكم ووفائي خير لكم تعرض علي

اعمالكم فيما اُريت من خير حمدت الله عليه وما رأيت من

شر استغفرت لكم (مجمع الزوائد ص ۲۴)

عن النس رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتيت

وفي رواية مررت على موسى ليلة أسري بي عند الكتيب الاحمر

وهو قائم يصلي في قبره (مسلم ص ۲۶۸، سند احمد ص ۱۴۸)

قال ابن حجر ان حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لا يعقبها

موت بل يستمر حيا والانباء احياء في قبورهم (فتح الباري ص ۲۲)

قال العلامة السمعودي لا شك في حياته صلى الله عليه وسلم

بعد وفاته وكذا سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام احياء في قبورهم

حياة اكمل من حياة الشهداء التي اخبر الله بها في كتابه الفريد (غفار الوفاء ص ۴۵)

والله اعلم بالصواب

سید سید احمد عفی عنہ

دار الافتاء جامعۃ بنوریہ سائٹ کراچی

۲۹ / ۳ / ۱۴۲۶ھ

کرمہ سید شمس الدین
دار الافتاء جامعۃ بنوریہ
۲۹ / ۳ / ۱۴۲۶ھ

دار الافتاء جامعۃ بنوریہ
سائٹ کراچی
۲۹ / ۳ / ۱۴۲۶ھ



Name : WAQAS SHAIKH

Serial No : 15728

MODE: Regular

Address : karachi

Date : 6/16/2012

Subject : AQAID

Contact No:

Writer : **امین**

Email :

mujhe aqaid e deoband main hayati aur mamati ka faraq maloom karna hay ? matlab hayati aqaida aur mamati aqaida kya hay ?

مجھے عقائد دیوبند میں حیاتی اور مماتی کا فرق معلوم کرنا ہے؟ مطلب حیاتی عقیدہ اور مماتی عقیدہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلحاً

حیاتی عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اطہر میں حیات میں اور آپ کی یہ حیات برزخی مثل دنیاوی حیات بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نہ میراث تقسیم ہوتی ہے نہ ان کی ازواج مطہرات سے بعد میں کوئی نکاح کر سکتا ہے اس لئے حدیث مبارکہ کی رو سے جو شخص روضہ اطہر کے پاس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتا ہے تو آپ علیہ السلام اس کو خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کے ذریعے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں یہ حیات برزخی کہلاتی ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت والجماعت کا ہے جبکہ مماتی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس حیات کے قائل نہیں۔

کما فی الصحیح للمسلم، عن النضر بن مالک، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أئمت و في رواية: هذاب مروت علي موسى ليلة أسري بي عند الكتيب
الأعمر و هو قائم ليلى في قبره - (٢٦٨/٢)

وأخرجه الويعلى في مسنده: عن النضر بن مالک أن رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال: الأنبیاء أحياء في قبورهم يهللون - (١٢٤/٦)

قال الحافظ ابن حجر: بعد سرد الأحادیث في حیات الأنبياء: قلت: وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يعقوب من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القم أن والانبیاء أفضل من الشهداء (٣٨٨/٦)
قال العلامة عثماني بعد سرد الأحادیث في حياة الأنبياء: ومن
الشواهد الحديث أيضاً ما أخرجه البوداؤد من حديث أبي هريرة ر
(جاری ہے)

روعه وفان يده ورسولى فان سوسم بسى سبت سم " سدن رچ
 وأخرجه البوالشيخ فى كتاب الثواب بسند جيد (من صلى على عند
 قبرى سمعته، ومن صلى على نائياً بلغته) وعند ابن داود والنسائى،
 وصححه ابن خزيمة وغيره، وعن اوس بن اوس رفعه فى فضل يوم
 الجمعة ((فأكثروا فيه على من الصلاة، فان صلاتكم معروضه على،
 قالوا يا رسول الله. وكيف تقرر من صلاتنا عليك وقد ارميت؟ قال
 ان الله يحرم على الارض ان تأكل أجساد الانبياء (فتح الملمح ٢/ ٢٨٨)
 وفى الشفاء السقام للسكى؟ وصحى ثابتة للروح بلا اشتغال والجسد
 قد ثبت ان أجساد الانبياء لا تبلى (الى قوله) فان الصلاة تستدعى
 جسداً حياً وكذلك الصفات المذكورة فى الانبياء ليلة الإسراء كلها
 صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حياة حقيقة ان تكون الابدان
 معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج الى الطعام والشراب والامتلاء
 عن النفوذ فى الجلب الكثيف وغير ذلك من صفات الاجسام التى نشاهدها
 بل قد يكون لها حكم آخر فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقية لهم (١٩١)
 قال العلامة السيوطى فى الحاوى: حياة النبى صلى الله عليه وسلم فى قبره هو وسائل الانبياء
 معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة فى ذلك ولقد ائتمرت به الاخبار
 وقد ألف البيهقى جزءاً فى حياة الانبياء فى قبرهم - (٥٥٥)

وفيه أيضاً: قال القرطبى فى التذكرة (الى قوله) وهذه مفة الاحياء فى الدنيا
 وإذا كان هذا فى الشهداء والانبياء اتفق بذلك وأولى وقد صح أن الارض لا تأكل
 أجساد الانبياء - (٥٥٦)

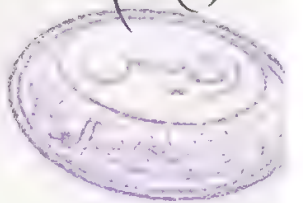
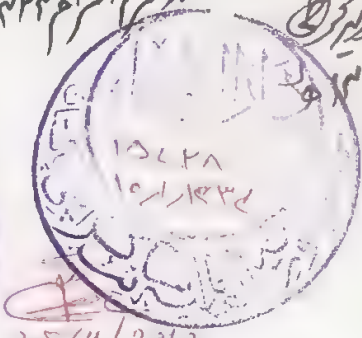
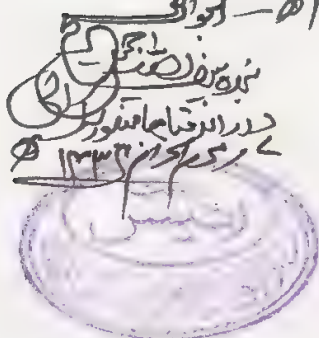
وفيه أيضاً: قال الحافظ مشيخ السنة البوكارى البيهقى فى كتاب الاعتقاد الانبياء
 عليهم السلام بعد ما قبضوا ردت عليهم ارواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء (٥٥٤)

والله اعلم بالصواب

أفتاد احمد عفى عنه
 دار الافتاء جامعة نورية كراچي
 ٥ محرم الحرام ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١

الجواب
 منده نادر جان غلام
 دار الافتاء جامعة نورية كراچي
 ٢ محرم الحرام ١٤٢٢ هـ

محمد اسحاق
 عبد الله بن محمد
 دار الافتاء جامعة نورية كراچي
 ٤ ربيع الاول ١٤٢٢ هـ



25/11/2022

حیات النبی کی کیفیت کی بارے میں کہ کیا یہ حیات دنیوی ہے یا برزخی؟

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین حیات النبی کی کیفیت کی بارے میں کہ کیا یہ حیات دنیوی ہے یا

برزخی؟

براہ کرم، جواب دیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم -U=6/1436-Sd-292 Fatwa ID:

حیۃ النبی کے سلسلے میں اتنا عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اعلیٰ ترین حیات کے ساتھ زندہ ہیں، باقی حیات کی کیفیت اور حقیقت کی جاننے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کا صحیح علم حق تعالیٰ شانہ ہی کو ہے، جو ہر غیب کا جاننے والا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 58707

تاریخ اجراء: Apr 16, 2015

الانبياء احياء في قبورهم يصلون کس کتاب میں ہے ؟

سوال

جواب

یہ حدیث کئی کتب میں موجود ہے، صحیح ہے، علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد میں اس کی تصحیح کی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ نے ابویعلیٰ کے حوالہ سے نقل کی ہے :

أخرجہ البيهقي في حياة الأنبياء في قبورهم [ص 23/ طبعة مكتبة الإيمان]، من طريق أبي يعلى به....

قال الهيتمي في المجمع [8/ 386] : « رواه أبو يعلى والبزار ورجال أبو يعلى ثقات » .
وقبله نقل ابن الملقن في البدر المنير [5/ 285] عن البيهقي أنه قال بعد أن ساق هذا الطريق : « هذا إسناد صحيح » ثم قال ابن الملقن : « وَهُوَ كَمَا قَالَ ؛ لِأَنَّ رِجَالَهُ كُلَّهُمْ ثِقَاتٌ » .

قلت : وإسناده قوي مستقيم ، رجاله كلهم ثقات معروفون . فقط واللہ اعلم

ماخذ : دارالافتاء جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن

فتویٰ نمبر : 143909200357

تاریخ اجراء : 2018-05-29

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

سوال

نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اس پر حدیث پیش کریں یا قرآنی آیت!

جواب

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔"

مسند البزار = البحر الزخار (299 / 13):

"عن ثابت، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون."

مسند أبي يعلى الموصلي (147 / 6):

"عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»."

[حكم حسين سليم أسد]: إسناده صحيح.

فوائد تمام (33 / 1):

"عن ثابت، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»."

المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي (131 / 3):

"عن الحجاج، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»."

الجامع الصحيح للسنن والمسانيد (407 / 1):

" وعن أنس - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون ".

علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو نقل کر کے اس کے رواۃ کی توثیق کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔ (شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للسبکی ص: 179)

اسی طرح محمد بن علی بن حرب، معاذ بن خالد، حماد بن سلمہ، سلیمان تیمی، ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" میں شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ "

احمد بن سعید، حبلان، حماد بن سلمہ، ثابت و سلیمان، تیمی، انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔ "

صحیح مسلم (4/1845):

" حدثنا هدا بن خالد، وشيبان بن فروخ، قالوا: حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، وسليمان التيمي، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت - وفي رواية هدا بن خالد: مررت - على موسى ليلة أُسري بي عند الكتيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره ... وحدثنا علي بن خشرم، أخبرنا عيسى يعني ابن يونس، ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس، ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبدة بن سليمان، عن سفيان، عن سليمان التيمي، سمعت أنساً يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مررت على موسى وهو يصلي في قبره». وزاد في حديث عيسى: «مررت ليلة أُسري بي»."

مسند أحمد مخرجاً (19/484):

" حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِي عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»."

مسند أحمد مخرجاً (21/214):

"حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، وَسَلِيمَانُ التَّيْمِيُّ [ص:215]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَزْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ»."

سنن النسائي (3/ 215,216):

" أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حَزْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ التَّيْمِيِّ، وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي» قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «هَذَا أَوَّلِي بِالضُّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ»... أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ثَابِتٌ، وَسَلِيمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَرَزْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَشْرَمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى، عَنْ سَلِيمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرَزْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»."

فقط والله اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعة العلوم الإسلامية بنوري طائون

فتوى نمبر: 144211201191

تاریخ اجراء: 2021-07-04

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال

بعد وفات، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ براہ کرم، حوالے سے اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم فتویٰ (م): 308=308-1433/2

بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حیات برزخی ثابت ہے، ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے، حضرة الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم جی فی قبرہ الشریف وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویہ من غیر تکلیف وہی مختصہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وجميع الأنبياء صلوات اللہ علیہم (المہند علی المفسد: ۱۳، مطبوعہ دہلی)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتویٰ نمبر: 36622

تاریخ اجراء: Jan 17, 2012